بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **30**/اگست 2013ء بمطابق **22**/شوال المکرّم 1434ھ بروز جمعہ بوقت شام 4 بجکر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر میر عبدالقدوس بزنجو بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

﴿ پارہ نمبر ۳۰ سورۃ النّباءِ آیات نمبر ۳۷ تا ۴۰ ﴾

ترجمہ: بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جو رَبّ ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اُنکے بیچ میں ہے بڑی رحمت والا، قُدرت نہیں کہ کوئی اُس سے بات کرے۔ جس دن کھڑی ہو رُوح اور فرشتے قطار باندھ کر، کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حُکم دیا رحمٰن نے اور بولا بات ٹھیک۔ وہ دن ہے برحق، پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رَبّ کے پاس ٹھکانہ۔ ہم نے خبر سُنا دی تُم کو ایک آفت نزدیک آنے والے کی، جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اُسکے ہاتھوں نے۔ اور کہے گا کافر کسی طرح مَیں مٹی ہوتا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔(مداخلت) کارروائی کو آگے چلنے دیں، پہلے ہمارے نئے ایم پی اے صاحبان حلف لیں گے، بعد میں آپکو موقع دینگے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: اِس چیز پر آپ سختی کریں، چاہے مَیں اُٹھ جاؤں، مَیں آپکی پارٹی کا پارلیمانی لیڈر رہوں، چاہے دوسرا اُٹھ جائے۔ اسمبلی کو اپنے آرڈر کے تحت چلائیں جتنی بھی سختی کرلیں، کوئی ناراض ہو۔ اسمبلی کے جو rules ہیں، اُنکے مطابق چلائیں۔ ٹھیک ہے بولنے کا موقع بھی کسی کا آئیگا، کسی کو گلہ بھی اِس پر نہیں ہوگا۔ اب مَیں اُٹھونگا مجھے موقع دینگے اِنکو نہیں دینگے تو اِن لوگوں کو گلہ ہوگا۔ اسمبلی کو strict، جس subject کے اُوپر آپ نے direct کیا ہو اُسی کے اُوپر آپ چلائیں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں اِس سے اسمبلی کا وقار بھی بڑھے گا اور یہ House بھی ایک اچھی ترتیب سے چل سکے گا۔ اور جو direct talks ہوتے ہیں ایک دوسرے پر، وہ بھی نہیں چلیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی، مہربانی۔ ایسا ہے کہ rule کے تحت ایک تو سرکاری کارروائی ہوگی، اُسکے بعد آپ point of order پر کھڑا ہونا چاہتے ہیں، تو ہم آپکو اجازت دینگے۔ نوابزادہ طارق مگسی، پرنس احمد علی صاحب اور محمد خان لہڑی صاحب۔ آپ صاحبان! اپنی نشستوں پر کھڑے ہوکر حلف اُٹھائیں۔ مَیں حلف نامہ پڑھونگا، آپ میری تقلید فرمائیں۔

(جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب سے اراکین نے حلف لیا)

حاجی گل محمد خان دمڑ: ابھی point of order پر بات کرسکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی تک سرکاری کارروائی ختم نہیں ہوئی ہے، یہ ختم ہوجائے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ سوالات نہ ہونے کی بناء پر وقفہ سوالات معطل کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواست

ایڈیشنل سیکرٹری (لیجس): انجینئر زمرک خان، رکن صوبائی اسمبلی نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی) سرکاری کارروائی، برائے

قانون سازی۔صوبائی وزیر! وزیر بلدیات کی جانب سے بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013 (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کی بابت تحریک پیش کریں، رحیم زیارتوال صاحب!

سرکاری کارروائی، برائے قانون سازی

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے ہمارے جن دوستوں نے آج اسمبلی کا حلف لیا، مَیں انکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور پھر آپکے حکم کی طرف آتا ہوں۔ اور House کے سامنے بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون پیش کرتا ہوں۔ مَیں صوبائی وزیر، وزیر بلدیات کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ ہاں یا ناں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ صوبائی وزیر! وزیر بلدیات کی جانب سے بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): مَیں صوبائی وزیر، وزیر بلدیات کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) کو منظور کیا جائے؟ بہت کمزور آواز آرہی ہے۔ (تحریک منظور ہوئی) بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2013ء) منظور ہوا۔ صوبائی وزیر! وزیر مالیات کی جانب سے بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): مَیں صوبائی وزیر، وزیر مالیات کی جانب سے بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ

2013ء) کوفی الفورزیرغورلایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیابلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟

تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کوفی الفورزیرغورلایا جاتا ہے۔صوبائی وزیر!وزیر مالیات کی جانب سے بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء(مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ2013ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں صوبائی وزیر، وزیر مالیات کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کومنظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) کومنظور کیا جائے ؟ہاں یا ناں۔

تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2013ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2013ء) منظور ہوا۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جناب اسپیکر! point of order.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: یہ تو ہم نے اعتراض نہیں کیا آپکی سرکاری کارروائی چل رہی تھی۔ یہاں ہمارے سامنے جتنے قانون بلدیات یا فنانس کے پیش ہوئے ہیں۔ وزیراعلیٰ /بحیثیت وزیر بلدیات۔ تومیں آپ سے گزارش کرونگا کہ اسمیں rules کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ آج وزیراعلیٰ صاحب تشریف رکھتے نہ وزیر بلدیات۔ تو یہ powers ایک وزیرِ بےمحکمہ ہے اُسکو کیسے delegate کی گئی ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: جناب! powers خودبخود delegate ہوتی ہیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جناب اسپیکر! مَیں آپ سے راہنمائی چاہوں گا، مَیں اعتراض نہیں کر رہا ہوں راہنمائی چاہوں گا کہ کونسے rules کے تحت یا جیسے لیویز کی نوکری ہوتی ہے ناں اُسمیں بازگیر ہوتا ہے تو اُس

type کا ہے یا کیا ہے؟ rules سے متعلق میری تھوڑی راہنمائی کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: C.M صاحب چیف ایگزیکٹیو ہوتے ہیں اُنہوں نے verbally زیارتوال صاحب کو allow کیا ہے کہ وہ bill پیش کریں۔تو C.M صاحب نے verbally اُسکو اجازت دی ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جناب اسپیکر! verbally کی کوئی قانونی حیثیت ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: C.M صاحب چیف ایگزیکٹیو ہیں وہ دے سکتے ہیں۔ وہ ویسے بھی Minister ہیں۔۔۔(مداخلت)

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: برطانیہ کا آئین زبانی ہے اور ہمارا آئین ایک کتاب کی صورت میں ہے۔مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ruling دے دیں کہ زبانی چاہے وہ چیف جسٹس یا پرائم منسٹر یا چیف منسٹر کیا وہ اگر زبانی کسی کو بول دیں تو اُسکی کوئی قانونی حیثیت ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب پہلے سے منسٹر ہیں۔وزیر اعلیٰ کسی کو بھی اختیار دے سکتے ہیں۔تو اِسمیں میرے خیال میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! دو bills پیش بھی ہوئے۔House نے منظور بھی کر لیا اور اُنہوں نے قانونی حیثیت بھی اختیار کی۔ اِسکے بعد rules کے تحت اِس پر کوئی point of order نہیں بنتا۔

جناب سنتوش کمار: جناب اسپیکر صاحب! کل میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مجھے تین دن پہلے C.M صاحب نے ایک order کیا تھا۔مطلب بیوروکریٹ ایسا بے لگام گھوڑا ہے۔مَیں جس کے دفتر میں گیا اُسکے P.A سے پوچھا تو اُس نے کہا''صاحب تشریف نہیں رکھتے''۔ اِسکے بعد انکے P.A نے 15 منٹ تک اُن سے بات کی۔تو بولے'' مجھے بتاؤ کس کس کا ٹیلیفون آیا، کون کون آیا؟''۔جن کے خلاف میں نے C.M صاحب کو complaint کی تھی۔اُسمیں سے دو نام وہی بھی تھے اُس نے بولا'' sir یہ، یہ آئے تھے اور پیغام چھوڑ کر گئے''۔مزید اُنہوں نے پوچھا ''کیا حُکم ہے؟''تو اُنہوں نے آخر میں بولا کہ'' sir سنتوش تو بیٹھے ہوئے ہیں MPA''۔اُنہوں نے کہا'' کہ C.M صاحب نے آپکو حُکم کیا تھا کہ مَیں آیا ہوں'' اُنہوں نے اُسکو بولا ہے''اُس سے کہنا کہ میرے پاس time نہیں ہے۔کل جب مَیں آؤں گا تو آپ سے مِلوں گا۔ بات کرونگا''۔ جناب!

بات کرنے کا بھی time نہیں ہے۔(اسلم شاکر صاحب) as a MPA میرے ساتھ یہ حشر ہے اگر کوئی عام آدمی، عوام جاتے ہیں تو اُنکے ساتھ کیا حشر ہوگا۔مَیں کیوں گیا تھا؟ اسلئے گیا تھا کہ متعلقہ، جب مَیں نے مندر اور مسجد کے نام پر ایک visit کیا جو اُنہوں نے گُل کھلایا، اور مَیں نے ایک مندر کا visit کیا وہاں development نام کا کوئی کام نہیں تھی۔صرف کاغذوں میں تھا کام کچھ بھی نہیں تھا۔مَیں نے جب اُن سے کہا پھر نسیم لہڑی صاحب نے اُنکو order کیا کہ ”بھئی! C.M صاحب نے کہا ہے کہ اِسکو record دو اور تمام D.C اور XEN's کو پابند کرو کہ وہ جا کے visit کریں وہاں جو problems ہیں وہ بتائیں“۔ بجائے اُنہوں نے میرے ساتھ بات کرنے کے بٹھانے کے اپنے P.S سے 15 منٹ بات کی میرے سے نہیں کی۔اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ آئینِ پاکستان نے مجھے پورے حقوق دیئے ہیں اور اس ایوان میں جتنے بھی MPA's بیٹھے ہیں میرا اُنکے ساتھ ایک برابر کا protocol ہوتا ہے۔لیکن میرے ساتھ اُنہوں نے ایسا کیا۔مَیں آج احتجاجاً اِس floor پر نیچے بیٹھ کر کارروائی دیکھوں گا۔میری تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اِس پر میرا ساتھ دیں۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) میرا یہ حال ہے تو دوسروں کا کیا حال ہوگا؟ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: سنتوش صاحب! آپ اس بارے میں تحریک استحقاق لے آئیں۔آپ کا احتجاج ریکارڈ ہوگیا۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: جناب اسپیکر صاحب! سنتوش کمار صاحب نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیئے۔مَیں اُس سے گزارش کروں گا کہ ”بے لگام گھوڑے“۔جناب سنتوش صاحب! ہم اور آپ گورنمنٹ نہیں ہیں، اصل گورنمنٹ سیکرٹری صاحبان ہوتے ہیں۔ہم اور آپ regular نہیں work charge ہیں آج ہیں کل چلے جائینگے sir۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر صاحب! آپ بیٹھیں۔جی جعفر خان صاحب! میر عبدالکریم! آپکے پارلیمانی لیڈر صاحب کھڑے ہیں آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میری سارے ممبران سے اپیل ہے کہ کم از کم اسپیکر کو مخاطب کر کے آپسمیں cross-talks نہ کریں۔اسمبلی میں ہمارے 25، 30 سال پورے ہو رہے ہیں۔اسطرح ہمیں نہیں بننا چاہیے جس سے ہماری اسمبلی کا وقار مجروح ہو۔سب سے پہلے آج جو نومنتخب ایم پی اے صاحبان۔میر طارق مگسی

صاحب، آزاد رکن، محمد خان لہڑی صاحب پی ایم ایل (ن) اور پرنس احمد علی بلوچ صاحب پی ایم ایل (ن) جو کامیاب ہو کر آئے ہیں اور آج انہوں نے حلف اُٹھایا ہے، میں انکو تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اُن سے میری اپنی ایک اُمید ہوگی کہ یہ House کو صحیح چلانے میں، اور صوبہ بلوچستان کی جو کمزوریاں یا جو خرابیاں ہیں، اِنکو دُور کرنے میں یہ کافی مددگار ثابت ہونگے۔ اور میری اُن سے یہ اُمید ہے اور توقع بھی یہی ہے۔ اور سب سے پہلے، وہ مَیں سمجھ گیا ہوں کہ ہمارے ایک minority Member نے ایک مسئلہ اُٹھایا ہے اُسکو بھی اگر rules کے تحت اور properly کوئی چیز لکھ کر کے اسمبلی اسپیکر کو دیتے تو that is better. کیونکہ وہ پھر کمیٹی کے پاس چلی جائیگی، وہ دیکھ لے گی کہ اِس آفیسر نے کہاں اور کس کس چیز میں زیادتی کی ہے۔ ویسے افسران صاحبان بھی سن لیں definitely وہ ممبران کو undermine کر رہے ہیں۔ یہ شکایت عام ہوتی جارہی ہیں اُن سے کہ undermine کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے بات سُن لیں۔ اگر ایک چیز اُنکے بس کی بات نہیں ہے سرکار کی گورنمنٹ کے فیصلے کے بس کی بات ہے۔ concerned officer کی کوئی بات اُسمیں نہیں آتی ہے کہ وہ اپنا جواب دے دیں۔ بہتر تو یہ ہے۔ وہ اِس گورنمنٹ اس اسمبلی کے ماتحت ہیں۔ کل کوئی نوکری میں یہی افسر ادھر نہیں ہے، اُسکو اُدھر کر دو تو کیا کریگا وہ۔ rules کے تحت، ہر چیز کے تحت تمام جو آپکی بیوروکریسی یا دوسرے ہیں، وہ ماتحت ہیں اس اسمبلی اور اِس گورنمنٹ کے۔ تو وہ بھی کوئی ممبر صاحب اگر۔ اوّل تو ممبر کو کسی افسر کے پاس جانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ اُسکا گریڈ افسر سے بہت زیادہ ہے۔ تو پھر اگر چلا بھی جائے، پھر کم از کم اُسکو due respect تو دے دیں۔ کام ہو یا نہ ہو وہ ایک الگ سوال ہے۔ ویسے تو بڑے بڑے لوگوں کے کام بھی نہیں ہوتے۔ اور بعض وقت معمولی کام بھی نکل جاتے ہیں، وہ الگ بات ہے۔ تو اس چیز کی مَیں نے وضاحت کر دی۔ کہ ہمارے ساتھی جب جاتے ہیں، مَیں سمجھتا ہوں کہ آفیسر صاحبان سے، اب تک ہماری کابینہ تشکیل نہیں پائی ہے۔ شاید اس وجہ سے ذرا اُنکے ہاتھ پاؤں زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں۔ with due respect واقعی یہ آج نہیں، پرسوں ہماری میٹنگ تھی، سب کی شکایت یہ آ رہی تھی کہ with due respect اور due جو اُنکا ایک protocol ہوتا ہے وہ نہیں ملتا۔ جس مسئلے پر، پہلے تو مبارکباد میں نے دے دی تھی۔ اور حالیہ سیلاب کا جو مسئلہ ہے۔ کل ژوب میں انتہائی زیادہ طوفانی بارش ہوئی تھی۔ جس میں دو عورتیں اور ایک بچہ فوت ہو گیا ہے۔ پھر اُنکو ایمبولینس کے ذریعے ڈیرہ اسماعیل خان روانہ کیا۔ اور تین لڑکے آج سیلابی پانی میں بہہ گئے ہیں۔ تو اِس وقت چھ افراد جاں بحق ہوئے ہیں۔ اور property losses کا ہم نے ڈپٹی کمشنر سے کہہ دیا ہے کہ as a collector آپ انکا تخمینہ لگائیں۔ تاکہ صوبائی حکومت سے پھر

ہم کہیں کہ وہ اسکا ازالہ کرے۔لیکن جو جاں بحق ہوئے ہیں اُن لوگوں کوتو آخر میں گورنمنٹ ایک ترتیب کے ساتھ compensation بھی دیگی۔اور گورنمنٹ سے، چونکہ مَیں بھی گورنمنٹ کا حصہ ہوں۔مَیں اپیل نہیں کروں گا، وہ عجیب لگے گا کہ ہم خود اپنے آپ سے یہ اپیل کریں۔تو انکو compensation ملنا چاہیے۔ جو فوت ہوگئے ہیں وہ تو واپس نہیں آسکتے۔لیکن جو انکے لواحقین ہیں کم از کم اُنکی تھوڑی گزراوقات اُسمیں ہوتی ہے۔اور جونقصانات ہوئے ہیں۔ ہمیشہ یہ estimates بنتے ہیں جو flood damages حقیقی ہوتے ہیں۔ اوّل تو اُسکی reports حقیقت پرمبنی بنی چاہئیں within days۔ اُسمیں ہمیشہ سال ہا سال لگ جاتے ہیں۔اور ہوا یہ ہے کہ پچھلے سال جونصیر آباد میں لوگ ڈُوب گئے تھے۔ اُنکو پیسے نہیں ملے۔ ہمارے ایسے ایسے سرمایہ دار، جومیرے طرح سرمایہ دار ہیں انہوں نے بھی پیسے اپنے بچوں کے لیے لے لیئے اُنکو بھی وہ کارڈمل گیا۔وزیراعلیٰ صاحب اِدھر موجودنہیں ہیں مَیں سمجھتا ہوں لیکن گورنمنٹ یہ ہے کہ وہ system ہم کو fool-proof ہو۔اُسمیں دیکھیں کہ جیسے جس آفیسر نے تھوڑی زیادتی کی ہے یا غلط نام دیئے ہیں۔یا غلط assessment کی ہے یا کسی کی حق تلفی کی ہے یا کسی کی ناجائز favour کی ہے۔تو atleast جوڈپٹی کمشنر اور اسکی team اُسکے ساتھ ہوتی ہے۔اُنکے خلاف فوری کارروائی ہونی چاہیے۔ ناں کہ عوام متاثر ہوں۔ابھی اِنکے جو یہ damages ہوئے ہیں۔ یہ سال بھر رُلتے رہیں گے۔ایک بار reports بنیں گی۔پھر وہ بورڈ آف ریونیو جائینگی۔ وہ اسکو correction کے لیے پھر اُدھر بھیجیں گے ''کہ یہ غلط ہے''۔ پھر واپس آئینگی پھر جائیں گی۔ پھر finally وہ ان کوملیں گے جن کا بورڈ آف ریونیو میں approach ہوگا۔وہ غریب جس کا نقصان ہوا ہے وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔کیونکہ وہ بےاثر ورسُوخ ہوتا ہے۔تو اس system کو بھی ہم نے approve کرنا ہے۔اور جوڑوب میں damages ہوئے ہیں۔ ہماری جو PDMA ہے یا بلوچستان کے disaster management کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے۔اُس سے یہ request ہے بلکہ ان سے ہم یہ کہتے ہیں کہ فوری طور پر جا کر کے پہنچیں اور اِن نقصانات کا ازالہ کریں۔اور فوری اُن لوگوں کو relief دیں۔ چھ انسانی جانیں ہوگئی ہیں۔انکی طرف سے ابھی تک کوئی movement مجھے نظرنہیں آئی ہے۔ نہ رپورٹ ہوئی ہے۔شاید گئے ہوں۔لیکن مَیں انتظامیہ سے یہ intact ہوں۔لوگوں سے بھی intact ہوں۔ مجھے کوئی ایسی report نہیں ملی ہے۔ جوافسوسناک بات ہے۔انکا کام، سارا سال وہ ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں۔صرف وہ peak season یہ جو آپکا late مون سون میں جو پچھلے تین چار سال سے جونقصانات ہورہے ہیں۔انکی ڈیوٹی اُس وقت آتی ہے۔اگر اُس وقت بھی انکو چاہیے تھا کہ کل شام یہ سب

mobilize ہو کر کے روانہ ہو جاتے۔ بہرحال ابھی تک مجھے انتظامیہ سے اسکی کوئی رپورٹ نہیں آئی ہے کہ انکی طرف سے کوئی پہنچا ہے۔انہوں نے کوئی assessment کی ہے۔کہ کیا damages ہوئے ہیں۔ انکا کام کیا ہے۔اصل relief تو انہوں نے دینا ہے۔ڈپٹی کمشنر تو موقع پر چلا جاتا ہے۔لیکن اسکے ساتھ اپنے کوئی وسائل نہیں ہوتے کہ وہ جا کر کے ان لوگوں کی مدد کریں۔اس وقت پتا نہیں کون ہے، پہلے تو طاہر منیر صاحب تھے۔اُسکے وقت میں تھوڑا manage تھا۔ابھی یہ I don't know who is the Head of it. لیکن مجھے تا حال اسکی کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔یا انکی کوئی ٹیم پہنچی ہے۔یا انہوں نے جا کر کے وہاں دیکھا ہے کہ کیا نقصانات ہوئے ہیں۔یا انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ یہ ہماری jurisdiction میں آتا ہے۔ہم نے انکے لیے کیا کرنا ہے۔تو آپکے توسط سے جناب اسپیکر! میری اس august House سے بھی، اور گورنمنٹ سے بھی، تمام لوگوں سے یہ اپیل ہے کہ اُن ناپُرسان حال لوگوں کی، یا ان لوگوں کی جن کے damages ہوئے ہیں اُنکا فوری طور پر حال لیا جائے اور اُنکی مدد کی جائے۔ thank you جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔معزز ممبر سنتوش صاحب جو ہمارے ایم پی اے ہیں۔افسروں کے روّیے کے خلاف اُس نے احتجاج کیا ہے۔گورنمنٹ ملازموں کو چاہیے کہ وہ ہمارے معزز ممبران کی respect کریں۔اگر اُنکے جائز کام ہیں تو ضرور کرنا چاہیے۔اور اُنکی respect ضرور کرنی چاہیے۔دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ٹریژری بنچز، جو گورنمنٹ کے بنچز ہیں، مسلسل یہ دیکھا جا رہا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے مسئلوں کو اسمبلی میں پیش کرتے ہیں۔تو اُنکو چاہیے کہ وہ گورنمنٹ میں ہیں، اپنے مسئلوں کو پہلے گورنمنٹ میں discuss کریں اگر ادھر سے اُنکی شنوائی نہیں ہوتی تو kindly پھر وہ اپنا مسئلہ یہاں اسپیکر چیمبر میں move کریں۔تو یہ دیکھیں کہ گورنمنٹ کے بندے مسلسل یہ کر رہے ہیں۔اسکا مطلب یہ ہے کہ پھر ہم اپنی گورنمنٹ کو خود کمزور کہہ رہے ہیں ''کہ ہماری یہ گورنمنٹ کچھ کام نہیں رہی''۔تو اِس چیز کو دیکھنا چاہیے کہ ہماری گورنمنٹ کام بھی کر رہی ہے۔اگر اُسمیں کمی بیشی ہے پھر آپ یہاں لا سکتے ہیں۔پہلے اپنے چیف ایگزیکٹو اور منسٹروں سے رجوع کر سکتے ہیں۔

حاجی گُل محمد خان دمڑ: point of order جناب اسپیکر! مجھے بات کرنے دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسکے فوراً بعد آپکی باری ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر صاحب! صوبائی گورنمنٹ نے پہلے دن سے یہ

فیصلہ کیا ہے کہ PDMA، اُسے آج بھی مَیں نے کہا تھا اور میں جعفر خان کو یہ یقین دلاتا ہوں، ابھی یہاں سے نکلتے ہیں، پھر ٹیلیفون کرتے ہیں اور immediately اُنکے لیے جو immediate relief ہے یہ بھی پہنچائیں گے۔ اور compensation کیلئے وہاں سے جن لوگوں کے آتے ہیں۔ اور پہلے سے اعلان شدہ ہیں compensation بھی انشاء اللہ ہم اُنکو دینگے۔ اور ایک دو دن میں مَیں خود چلا جاتا ہوں۔ اور جو علاقے متاثر ہوئے ہیں، اُنکا دَورہ بھی کرتا ہوں جناب اسپیکر! تو گورنمنٹ کے طور پر اسمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ انتظامی طور پر D.C's سے کہا گیا ہے اور اسکے ماتحت جو بھی ہیں۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ، پی ایچ ای ہے جتنے بھی لوگ ہیں، جن جن ڈیپارٹمنٹس کے یا عوام کے جو نقصانات ہوئے ہیں اُنکا صحیح تخمینہ لگا کر یہاں آ جائیگا اور اُسکے مطابق ہم اُنکی مدد کرینگے۔ دوسرا جناب اسپیکر! جو یہاں کہا گیا کہ آپ نے کس rule کے تحت یہ اجازت دی ہے۔ تو ہمارے rules کی شق ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی 226 ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): 226 کے تحت آپکو یہ اختیار حاصل ہے۔ اُردو میں، میں آپکے سامنے پڑھ لیتا ہوں۔ اسمبلی اور اسکی مجالس کی کارروائی کے سلسلے میں کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے جس کے متعلق قواعد ہذا میں کوئی اہتمام موجود نہ ہو تو فیصلہ اسپیکر کریگا۔ اور اُسکا فیصلہ حتمی ہوگا۔ تو 226 جو شق ہے، وہ آپکو یہ اختیار دیتی ہے۔ اور آپ نے ٹھیک طریقے سے اسکو handle کیا ہے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ ویسے بھی سرکاری کام ہے، مکمل ہوگا۔ جی دمڑ صاحب۔

حاجی گُل محمد خان دمڑ: ڈپٹی اسپیکر صاحب! پچھلے مہینے زیارت ریذیڈنسی کو جو نامعلوم افراد نے بم دھماکوں سے اُڑایا تھا۔ وہ تو خیر وہاں سے فرار ہو کر آسانی سے چلے گئے۔ لیکن وہاں چار چوکیدار تھے جو آج تک جیل میں پڑے ہوئے ہیں، اُنہوں نے کیا گناہ کیا ہے؟ جو بندے وہاں سے فرار ہوئے تھے انکو تو گرفتار ہی نہیں کیا ہے۔ ان لوگوں نے وہاں ایک پولیس سپاہی کو بھی گولی ماری تھی اور وہ غریب شہید ہو گیا۔ اور ہمارے جو منسٹر صاحب ہیں یہ rules کے۔ یہ تو ابھی وہ لکھ لیں۔ حالانکہ یہ تو یہاں چیف منسٹر صاحب کے اختیارات ہیں۔ انکے پاس تو ابھی تک کوئی محکمہ ہی نہیں ہے، یہ بے محکمہ یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ پھر دوسرے وزیرِاعلیٰ صاحب کے اختیارات بھی سنبھال لیں۔ پھر وہاں سی ایم ہاؤس میں بیٹھ جائیں۔ انکے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ bill جو بھی آتا ہے، وہ اگر انکا اپنا محکمہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس پر بات ہوگئی۔

حاجی گل محمد خان دمڑ: دوسری بات مَیں یہ کرنا چاہتا تھا کہ یہاں جو پی ٹی وی والے ہیں، وہ مکمل coverage نہیں کرتے۔وہ یہاں سے شروع کر دیتے ہیں جب ہم تک آ جاتے ہیں، میرے خیال میں یہ سفید داڑھی والے ٹی وی میں اِنکو اچھے نہیں لگتے۔تو انکو ذرا حُکم دیں کہ وہ صحیح طریقے سے coverage کیا کریں۔جب بھی ہم اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لیتے ہیں،تو یہ coverage نہیں کرتے ۔

سردار محمد اسلم بزنجو: اسپیکر صاحب! point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلم بزنجو: شکریہ اسپیکر صاحب۔سب سے پہلے مَیں اپنے بھائی،نوابزادہ طارق مگسی، پرنس احمد علی بلوچ اور حاجی محمد خان صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہونے پر دِلی مبارکباد پیش کرتا ہُوں۔دوسری بات جسکی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ہمارے بھائی سنتوش نے جو احتجاج کیا۔ہمارے A.C.S صاحب کا نام لیا(اسلم شاکر صاحب) وہ پرسوں سے اسلام آباد میں ہیں۔وہ کل اپنے office میں نہیں تھے ۔اور مَیں نہیں سمجھتا ہوں کہ اُس نے ملاقات نہیں کی ہے۔وہ پرسوں سے اِدھر نہیں ہیں کسی میٹنگ کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔پتا نہیں سنتوش صاحب کو میرے خیال میں انکے P.A نے کسی غلط فہمی میں ڈالا ہے''کہ اُس نے ملاقات نہیں کی ہے''۔ابھی سنتوش بھائی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔ایک منٹ! پرنس صاحب کو تھوڑا بولنے کی اجازت دے دیں۔آپکے نئے ممبر ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: دے دیتے ہیں۔پہلے ہم اِنکو welcome کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُسکے بعد آپ welcome بھی کرلیں مسئلہ نہیں ہے۔جی ڈاکٹر حامد صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: سب سے پہلے ہم مگسی صاحب، پرنس صاحب اور لہڑی صاحب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔حکومت کو سمجھنا اور حکومت کرنا یہ دومختلف چیزیں ہیں۔جناب اسپیکر! دُنیا جہاں کے قوانین میں،آئین میں اگر ایک بھی minister ہو، وہ تمام حکومت کی نمائندگی کرسکتا ہے۔خواہ وہ federal level پر ہو یا provincial level پر۔یہ کبھی نہیں ہوا ہے جناب والا! کہ ایک ہی minister وہ اُس محکمے کا ذمہ دار ہے۔وزیراعلیٰ سب کا ذمہ دار ہے۔اگر minister ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔جب چیف منسٹر نہیں ہوتا اور ایک بھی

minister حاضر ہو، وہ تمام گورنمنٹ کی نمائندگی کرتا ہے۔ وہ اِس بناء پر کہ House میں کورم پورا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُسکا اجازت نامہ ہوتا ہے۔ چاہے اسپیکر ہو چاہے C.M ہو۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: اور اُسکا House بھی مجاز ہے کہ اُنکو یہ اختیارات دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ final ہو گیا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: دوسری بات یہ ہے آپکی رُولنگ میں نے نہیں سُنی۔ اپنے کُمار صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے۔ یہ ہر ممبر کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ بیوروکریٹ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم اُنکے پاس حاضر ہوتے ہیں ہمارا فرض بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہم نے اُن سے کہا ہے کہ ہمارے جو بھی معزز ممبران ہیں۔ اُنکے جائز کام جو بھی ہیں وہ کریں۔ اور respect لازمی دے دیں، ہمارے جتنے بھی گورنمنٹ ملازم ہیں۔ بس اِس پر اور تو میرے خیال میں کوئی۔۔۔۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: very nice

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ جی پرنس صاحب۔

پرنس احمد علی: ضمنی انتخابات کے بعد آج جو ہماری حلف برداری ہوئی ہے۔ مَیں سمجھتا ہُوں کہ اب بلوچستان اسمبلی مکمل ہوگئی۔ اور یقیناً مَیں سمجھتا ہُوں اِس صوبے پر ہم تمام منتخب ارکین کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اور جمہوریت کی خوبصورتی چار شاندار ستونوں پر مشتمل ہے۔ جسمیں سب سے اوّل مقنّنہ ہے۔ جو ہم legislators اسمبلی میں بیٹھے legislations لاتے ہیں۔ اور یہ یقیناً مَیں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کی ایک اہم ذمہ داری ہے، قانون سازی کرنا۔ اِسکے ساتھ ساتھ جو executive ہے یا حکومت ہے، اُن پر بھی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور 11 مئی کے election کے بعد مسلم لیگ کی قیادت جسطرح مرکز میں قائم ہوئی ہے۔ اور یہ حکومت بلوچستان کے معاملے میں بہت focused ہے۔ اور بڑی سنجیدگی سے چاہتی ہے کہ بلوچستان کے معاملات بہتر طور پر، اچھی طرح سے حل ہوں۔ اور ہم سب کی یقیناً یہی دُعا ہے کہ بلوچستان، جس طرح کہ کچھ دِن پہلے یہ کہا گیا کہ ایک چنگاری اُٹھی تھی۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ جو چنگاری اُٹھی تھی۔ اور اِسکے بعد اِس چنگاری نے جتنی بھی آگ لگائی ہے۔ ہم سب ملکر خلوص نیّت سے اللہ تعالیٰ پر توکّل کر کے اگر ہم کوشش کریں اِس آگ کو بُجھائیں۔ تو اِسمیں کوئی شک نہیں وہ آگ ضرور بُجھے گی۔ اور اِس آگ کو مزید جو ایندھن دیا جا رہا ہے کچھ قریب سے کچھ دُور سے۔ اُس ایندھن کی supply کو بھی ہم روکیں۔ اِنشاء اللہ ہم جتنے بھی

stakeholders ہیں۔مسلم لیگ (ن)، ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں ۔اور ساتھ ساتھ پختونخوا بھی اِسمیں شامل ہے۔اور ہم سب جتنے بھی اور stakeholders شامل ہیں،ملکر کوشش کریں۔مَیں نہیں سمجھتا کہ اِسمیں کوئی شک وشبہ کی گنجائش ہوگی۔اگر ہماری نیتوں میں خلوص ہوگا تو بلوچستان کا یہ مسئلہ اِنشاءاللہ ضرور حل ہوگا۔ شکریہ۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔حمل صاحب میرے خیال میں point of order پر ہیں۔

میر حمل کلمتی: شکریہ جناب اسپیکر۔جناب اسپیکر! جیسا کہ ہم تمام معزز اراکین اسمبلی کو معلوم ہے بلوچستان کے حالات سے متعلق۔کہ حالات کتنی خرابی کی طرف جارہے ہیں۔خاص کر خضدار عرصہ دَراز سے بَدامنی کا شکار ہے۔وہاں سے ہزاروں لوگ ہجرت کر چکے ہیں۔لیکن پچھلے دو مہینے سے میری پارٹی کے قائد سردار اختر جان مینگل کے علاقے وَڈھ کا محاصرہ کیا گیا ہے۔جناب اسپیکر صاحب! آپ یہاں سُنیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی، جی۔

میر حمل کلمتی: پچھلے دو مہینے سے وہاں راشن کی سپلائی بند ہے۔کسی کو بخار ہو جائے تو اس کو دوائی تک نہیں ملتی۔ اور نمک کا ایک تھیلہ 130 روپے کا بھی نہیں ملتا۔تمام پبلک ٹرانسپورٹ بند ہیں۔جبکہ وزیراعلیٰ بلوچستان اپنی آخری اسمبلی speech میں خود کہہ چکے ہیں کہ بلوچستان میں بہت سارے ڈسٹرکٹس no go area بن چکے ہیں۔جناب اسپیکر! آخر جو کچھ بھی ہو رہا ہے،کوئی تو کر رہا ہے؟ لیکن خضدار میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔جو بھی کر رہا ہے؟ اگر وہاں کوئی ذاتی گاڑی پر راشن لیجانے کی کوشش کرتا ہے۔تو اُسے راستے میں روک کر اسکو بےعزّت کیا جاتا ہے۔اور اُسکا راشن بھی زبردستی اُس سے چھین لیا جاتا ہے۔اور یہ تمام کارروائی وہاں کے ڈپٹی کمشنر کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔لہٰذا مَیں آپ سے اِس اسمبلی کے floor پر مطالبہ کرتاہُوں کہ اِسکا فوری طور پر نوٹس لیکر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔کیونکہ وہاں کے لوگ اَب راشن کیلئے بھی محتاج ہو گئے ہیں۔اور مَیں ان تینوں نومنتخب اراکین کو، جنہوں نے آج حلف لیئے ہیں، مبارکباد دیتاہُوں۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔جی سردار صاحب!

سردار عبدالرحمن کھیتران: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔گزارش ہے کہ پہلے تو مَیں پرنس احمد علی، محمد خان لہڑی اور نوابزادہ طارق مگسی کو مبارکباد پیش کرتاہُوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو کامیابی دی۔اور ہمارے ساتھ اِس ایوان میں شامل ہوئے۔آپ سے گزارش یہ ہے کہ ابھی تو میرا خیال ہے آپکی قرارداد بھی باقی ہے۔ شاہوانی صاحب، منظور کاکڑ اور رحمت صاحب ہیں۔جو دو قراردادیں ہیں۔اُسکے بعد جو اہم topic ہے

ایجنڈے کے آٹھ نمبر پر۔ محکمہ صحت، صوبے میں تعلیم کی زبوں حالی۔ اور تیسرا سرکاری ملازم کی عدم حاضری کے رجحان کی حوصلہ شکنی پر بحث۔ تو گزارش یہ ہے کہ آج اسمبلی کا سیشن windup ہو رہا ہے۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ دو گھنٹے میں جو خاص کر صحت اور تعلیم ہیں۔ اِن میں بہت ساری تجاویز اور بہت ساری چیزیں ہیں جو discuss ہونگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر تقریر کے علاوہ point to point پر بات کریں تو میرے خیال میں complete ہو سکتے ہیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: مَیں یہی گزارش کر رہا ہُوں کہ اِسمیں تھوڑی سی راہنمائی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: کہ صحت اور تعلیم کیلئے آپ کتنا time دے رہے ہیں۔ اگر دو گھنٹے دے رہے ہیں تو کیا دو گھنٹے میں ہم اِسکو sumup کر سکیں گے؟ یا پھر اسمبلی کے session آپ بڑھا رہے ہیں؟ یا پھر next session کے لئے اِسکو defer کرینگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر complete نہیں ہوا تو next میں کر لیں گے مسئلہ نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: آپ آج کا سیشن کتنے تک چلائیں گے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگوں کی مرضی۔ جب تک آپ لوگ جاگ رہے ہونگے ہم اسمبلی چلالیں گے۔ میرے خیال میں کارروائی کو آگے بڑھا دیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: آپ دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا! آگے ابھی یہ کرتے ہیں کہ قرارداد ہیں اسکے بعد۔ بی بی! آپ بیٹھ جائیں ایک دو قراردادیں ہیں اُنکو نمٹا دینگے۔ اسکے بعد آپ بات کر سکتے ہیں۔ نواب محمد خان شاہوانی، صوبائی وزیر، جناب منظور احمد کاکڑ اور جناب رحمت علی بلوچ، ارکان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 3 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 3

نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر): شکریہ اسپیکر صاحب! ہرگاہ بلوچستان کی نیشنل ہائی ویز پر، ایف سی، پولیس، لیویز اور کسٹمز نے درجنوں مقامات پر اسپیڈ بریکرز بنا رکھے ہیں۔ جو نہ صرف ہائی ویز کے قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ بلکہ اِن غیر قانونی اسپیڈ بریکرز کی وجہ سے حادثات رُونما ہوتے ہیں۔ اور گاڑیوں

میں توڑ پھوڑ ہو جاتی ہے۔ اگر کئی گاڑیوں کی چیکنگ مقصود ہو تو وہاں قوانین کے مطابق صرف دَورانِ چیکنگ رُکاوٹیں کھڑی کیجائیں۔ نیز کوئٹہ تا کراچی۔ کوئٹہ، جیکب آباد۔ کوئٹہ تفتان۔ کوئٹہ، رکھنی۔ کوئٹہ دانہ سَر روڈ کے اسپیڈ بریکرز کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ تا کہ دوران سفر ٹریفک کی روانی برقرار رکھی جائے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رُونما نہ ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 3 پیش ہوئی۔ محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی موزونیّت کی وضاحت فرمائیں گے؟ محرکین بولیں گے۔ نواب صاحب! آپ بولیں۔

نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر): شکریہ اسپیکر صاحب۔ جس مسئلے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اِس سے تو ہم سب لوگ واقف ہیں۔ چونکہ ہم سب اِن راستوں سے، اِن شاہراہوں سے، hihgways سے سفر کرتے رہتے ہیں۔ اِسمیں سب سے جو اہم بات ہے ۔ جو اُن علاقوں کے لوکل لوگ ہیں، وہ تو تھوڑا بہت اِن اسپیڈ بریکرز سے جہاں جہاں ہیں، اُن سے تھوڑا بہت واقف ہیں۔ لیکن اکثر جو اِن علاقوں میں نئے لوگ آتے ہیں۔ نئے ڈرائیورز، نئے لوگ اپنی ذاتی گاڑیوں میں فیملیوں کے ساتھ۔ کسی موڑ میں اچانک ۔ جہاں کوئی ایسا اسٹیکر ہے جو چمکتا ہوا دُور سے نظر آئے نہ کوئی ایسا اِشارہ ہے جس سے پتا چلے کہ آگے کوئی اسپیڈ بریکر ہے۔ اور بالخصوص جب اِن اسپیڈ بریکرز سے کوئی ناواقف شخص اچانک گزر جاتا ہے، اکثر بہت سے ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ جنکو ایف سی، پولیس بالخصوص اُنکو بہت زَدوکوب بھی کرتی ہیں۔ اور بہت عجیب انداز میں ''کہ تُم جان بوجھ کر گزر گئے ہو''۔ یا کوئی ایسے واقعات۔ اور اکثر بڑے بڑے اسپیڈ بریکرز بنے ہوتے ہیں اُن سے گاڑیاں ٹکرا کر اکثر اوقات اُن میں توڑ پھوڑ ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات ان میں لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ لہٰذا highways پر چیکنگ کا طریقہ کار اِسطرح ہونا چاہیے کہ اُس پر جیسے ہمارے یہاں رکاوٹیں کھڑی کیجاتی ہیں۔ اور رکاوٹیں بھی ایسی جگہوں پر، جہاں دُور سے رات کو بالخصوص کوئی ایسی چمکدار اسٹیکر، کوئی ایسا نشان، کوئی سرخ light، اُنکی پہچان کیلئے ہونی چاہیے۔ تا کہ کوئی نیا آنیوالا اپنی گاڑی میں اِسکو دیکھ کر اپنی گاڑی کی سپیڈ کو control کر سکے۔ چونکہ highway پر اکثر لوگ تیز سفر کرتے ہیں۔ تو اِن تیز سفر کرنے والے لوگ اچانک اِتنے نزدیک سے جب اُنکو اسپیڈ بریکر نظر آ جائے، تو اُسوقت گاڑی کو روکنا یا تو حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں یا تو پھر خود اُنکو نقصان ہوتا ہے یا پھر اُنکی گاڑی کو نقصان ہوتا ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اِسمیں ہماری کوئٹہ، چمن شاہراہ کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ جو کوئٹہ سے وسطی ایشیاء کے بارڈر تک جاتی ہے۔ یہاں جتنے بھی اسپیڈ بریکرز ہیں۔ یہ پولیس، لیویز اور ایف سی والے

لُوٹ مار کیلئے اُنہوں نے بنائے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں C.M صاحب نے کہا ہے'' کہ ساری چیک پوسٹوں کو ہم نے ختم کر دیا ہے''۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں C.M صاحب نے floor پر دو دفعہ یہ بات کہی ہے۔ ابھی تک اُنہوں نے اسپیڈ بریکرز توڑے ہیں نہ چیک پوسٹیں ختم کی ہیں۔ ایف سی اور پولیس کے علاوہ پرائیویٹ چیک پوسٹیں ہیں۔ لوگ اپنی پرچیاں دیتے ہیں، اُس سے گزرتے ہیں۔ اور وہی پرچیاں ایف سی اور پولیس والے بھی چیک کرتے ہیں۔ floor پر کہہ دینا دوسری بات ہے عملی طور پر اُنکو دیکھنا دوسری بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: C.M صاحب قائدایوان ہوتے ہیں اُنہوں نے کہہ دیا۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نیشنل ہائی وے پر لیویز کا کیا کام ہے کہ وہ اسپیڈ بریکرز بنائے؟ پولیس اور ایف سی کا کیا کام ہے؟ گاڑیوں کو روک کر مسافروں کو لُوٹتے ہیں۔ ہر چیک پوسٹ پر یہی کہتے ہیں کہ ایران سے آئے ہیں بغیر شناختی کارڈ کے۔ ایک بندہ یہاں بارڈر سے آتا ہے کوئٹہ تک۔ دس، دس۔ بیس، بیس ہزار روپے لیتے ہیں۔ سارے لوکل لیویز، پولیس اور ایف سی والے، انہوں نے یہ لُوٹ مار بنائی ہوئی ہے۔ اور روڈ کے ساتھ پرائیویٹ چیک پوسٹوں پر لوگوں کو لُوٹا جا رہا ہے۔ گاڑیاں چھینی جاتی ہیں۔ یہ اسپیڈ بریکرز اُنہوں نے اِس مقصد کیلئے بنائے ہوئے ہیں۔ تو C.M یا آپ اپنی ruling دے دیں کہ اِنکو ہٹا دیں۔ C.M نے پہلے بھی یہ بات کہی ہے۔ Thank you۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ اِس پر بات کرینگے؟ کیونکہ C.M صاحب وہ قائدایوان ہیں۔ اُنہوں نے اِس پر بات کی ہے۔ جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: اسپیکر صاحب! مَیں ذرا آپکی معلومات کیلئے۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ ایک مخصوص اُسکے لیئے، چمن اور اُسکا تھا میرے خیال میں۔ اُسمیں قائدایوان صاحب نے اِس پر order بھی دیا تھا کہ ختم کرینگے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران۔ اسپیکر صاحب! ہم اِس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اسکا بالکل آسان حل ہے اس پر بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ through out بلوچستان جہاں جہاں قومی شاہراہیں ہیں اُن پر ہر جگہ اسپیڈ بریکرز بنے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ یہاں کوئٹہ سے روانہ ہوں اور پنجاب کے بارڈر بیواٹہ تک بارکھان، رکھنی، لورالائی اور قلعہ سیف اللہ ہر جگہ یہ اسپیڈ بریکرز بنے ہوئے ہیں۔ کہیں پر تو لیویز کہیں پر

ایف سی اور کہیں پر پولیس بیٹھی ہوئی ہے۔ایف سی کا تو ہم نہیں کہہ سکتے اگر وہ آپکے کہنے میں آتی ہے اور صوبائی حکومت کے ماتحت بنتی ہے تو پھر وہ تو چیک پوسٹیں بھی یا بیریئرز یا جو بھی اُسکے ہیں یہ بنائے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: C.M صاحب نے کہہ دیا ہے کہ جتنے ادارے ہیں وہ میرے control میں ہیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میری suggestion یہ ہے کہ یہ مشترکہ قرارداد جو ہم سب ساتھی اسمیں متاثر ہو رہے ہیں ہائی وے کے سلسلے میں جیسے نواب شاہوانی صاحب نے فرمایا کہ جب نیا آدمی آتا ہے اور اسی پر فائرنگ بھی ہوئی ہے۔گاڑی اسپیڈ سے گزرتی ہے اور پیچھے سے ایف سی والے فائرنگ کر دیتے ہیں۔تو اسکا آسان ساحل ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ کے متعلقہ ڈپٹی کمشنر اور ڈی پی او کو، اگر یہ قرارداد یہاں سے منظور ہو کر کے قائد ایوان کے پاس چلی جاتی ہے اور اُسکا ایک حکم نامہ تمام ڈپٹی کمشنرز اور ڈی پی اوز کو سختی کے ساتھ کہ winthin one week یا within three days یہ تمام اسپیڈ بریکرز remove کیئے جائیں۔میرا خیال ہے یہ اُنکے لیئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔متعلقہ ڈپٹی کمشنر جو XEN ہے B&R کا یا NHA کا اُنکو حکم دے کر میرے خیال میں یہ دو تین دن کا کھیل ہے اسمیں سارے clear ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: بشرطیکہ ایف سی والے جو اسپیڈ بریکرز ہیں۔جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ پرچی مافیا اور وہ پھر ایف سی کا سلسلہ ہے وہ کس حد تک آپ لوگوں کی، ہم تو اپوزیشن والے ہیں ٹریژری بینچز کے ایف سی کتنی ماتحت ہے وہ آپ بہتر سمجھتے ہیں۔اسمیں میری suggestion یہ ہے کہ جہاں ایف سی کا عمل دخل نہیں ہے ڈپٹی کمشنر اور ایس پی آپ کے حکم کے پابند ہیں کہ وہ within three days متعلقہ محکموں کو حکم دیں کہ وہ اُنکو صاف کر سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔نواب ایاز جوگیزئی صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جوگیزئی: شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اسمیں تھوڑی مَیں آپکی معلومات کیلئے کیونکہ میں چھ سال سینٹ میں کمیونکیشن کمیٹی کا ممبر رہ چکا ہوں۔اسپیڈ بریکرز ہوتے ہیں پوری دنیا میں ہیں۔لیکن یہاں اسپیڈ بریکرز نہیں کاربروکرز بنائے ہوئے ہیں۔یعنی اسپیڈ بریکر کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے۔بالکل عام طریقے سے black and yellow colour میں اُن پر zebra crossing کی طرح پٹیاں بنائی ہوتی ہیں تاکہ رات کے وقت جب آپ آئیں اور اُس پر جب light پڑے تو آپ گاڑی کو control کریں۔اگر اُس پر sign board نہ ہو یا اُس پر وہ colour نہیں کیا ہو یا اُسکو بے طریقے سے

دیوار کی طرح بنایا ہوا اُس پر ایسے ایکسیڈنٹس ہوئے ہیں کہ اُسمیں پوری کی پوری فیملی چلی گئی ہے۔اور بدقسمتی سے ہماری شاہراہوں پر لوگ sign boards چھوڑتے نہیں ہیں۔ اگر کہیں پر sign board ہے تو کہیں پُل ہے تو اُس پر پُل کا نشان ہونا چاہیئے اگر کہیں بریکر ہے تو وہاں اس کا نشان ہونا چاہیئے۔لیکن یہاں sign boards پر NHA والے ان نشانات کی بجائے اللہ اکبر لکھ دیتے ہیں۔کہیں سُبحان اللہ لکھ دیتے ہیں کہیں الحمدُ للہ لکھ دیتے ہیں۔جہاں اسپیڈ بریکرز ہیں وہاں sign boards پر اسکا نشان ہونا چاہیئے۔مَیں تقریباً 30 سال سے گاڑی چلا رہا ہوں لائسنس مَیں نے ابھی بنوایا ہے۔آپکے پورے صوبے میں کسی کے پاس لائسنس نہیں ہے۔80% لوگوں کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے۔اور باقاعدہ گاڑیوں کی fitness کا ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے جو اُنکے fitness چیکلر یگا۔وہ اُنکے انڈیکیٹرز، لائٹس اور بریک چیک کرینگے۔ ایسے accidents ہوئے ہیں ہمارے علاقوں میں کہ ٹریکٹر کی ٹرالی جا رہی ہے اُسکے پیچھے کوئی چمک پٹی کوئی reflector نہیں ہوتی۔ پیچھے سے ہی گاڑی اُسمیں لگ جاتی ہے اور پورا خاندان تباہ ہو جاتا ہے۔ تو اس پر ذرا سختی سے عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ NHA اور B&R والوں سے بات ہونی چاہیئے۔کہ وہاں sign boards لگائے جائیں۔اوران پر، اگر کوئی پُل ہے یا موڑ ہے یا اسپیڈ بریکر ہے اُسکا نشان ہونا چاہیئے۔اور اسپیڈ بریکر کا ایک طریقہ ہوتا ہے وہ بنائے جاتے ہیں۔ایسے علاقوں میں جہاں اسکولز ہیں بچے گزرتے ہیں۔تو وہ سارے NHA والوں کے پاس ہیں۔اگر اُنکو بُلائیں اور سختی سے اِن چیزوں پر انکو عمل کروائیں تو یہ accidents ختم ہو جائیں گے۔جیسے کہ عبدالمجید خان نے فرمایا کہ کچھ علاقوں میں چوری کیلئے اسپیڈ بریکرز بنائے گئے ہیں۔وہاں بچے ٹرکوں پر چڑھتے ہیں اور راستے میں رات کے وقت مال اُن میں سے گراتے ہیں، پھر آگے جا کر کسی اور اسپیڈ بریکر پر واپس اُتر جاتے ہیں۔تو یہ تمام اسپیڈ بریکرز ختم ہو جانے چاہئیں۔بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی دمڑ صاحب۔

حاجی گُل محمد خان دمڑ: جیسے نواب صاحب نے کہا کہ sign boards ختم ہونے چاہئیں مَیں اِنکی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔میں دو تین دن پہلے کی بات کرتا ہوں بوستان میں جہاں ایک اسپیڈ بریکر ہے جس پر تین accidents ہوئے۔جس میں ایک آدمی فوت ہو چکا ہے۔لورالائی سے ڈی جی خان تک جائیں ہر دو کلومیٹر پر اسپیڈ بریکر بنا ہوا ہے حالانکہ وہاں کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔لیکن ایف سی اور پولیس والوں نے وہاں اسپیڈ بریکرز بنائے ہوئے ہیں۔تو یہ قانون کی خلاف ورزی ہے۔ہائی وے پر اِن اسپیڈ بریکرز کو ختم ہونا چاہیئے۔

جیسے سی ایم صاحب نے اس دن کہا تھا ہم اس قرارداد کو مکمل support کرتے ہیں۔ ابھی نیشنل ٹھیک ہے چھوٹی چھوٹی روڈز ہیں ان پہ اگر گھر بنے ہوئے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے باہر نکلتے ہیں وہاں تو چلو حفاظت کے لئے بنائیں تو ٹھیک ہے لیکن ہائی وے پر کیا ضرورت ہے وہاں کوئی گھر ہے نہ آبادی ہے۔ وہاں صرف ٹرک اور کاریں چلتی۔ میرے خیال وہاں کوئی ضرورت نہیں انکو ختم کیا جائے۔ ہم اس قرارداد کو مکمل support کرتے ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ یہ بہت اہم قرارداد ہے اس کو ہم support کرینگے کچھ ترمیم کے ساتھ۔ اسپیڈ بریکرز جس کے بھی ہوں اُسکے ساتھ ساتھ ہائی ویز کو بھی محفوظ بنایا جائے سیکیورٹی مہیا کی جائے۔ یہاں کوئی بھی ہماری شاہراہ خواہ وہ مستونگ منگچر ہو، کوئٹہ سبی روڈ ہو۔ جیکب آباد کی طرف۔ یا سید حمید چمن تک ہو یا رکھنی والی ہو اِن پر میرے خیال میں سینکڑوں جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ اُنکے مواد جلائے گئے ہیں لُوٹے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ منگچر اور اُس ایریا میں ابھی یہ چیزیں کچھ کم ہوئی ہیں ہر چیز آپکو بازار سے آدھی قیمت پر ملے گی سریا چاہیئے، سیمنٹ چاہیئے، آٹا چاہیئے جو کچھ بھی ہے۔ اِن چیزوں کیلئے اسپیڈ بریکرز بنائے جاتے ہیں۔ اِنکا نوٹس لیا جائے ترمیم کے ساتھ کہ اسکی حفاظت کی جائے۔ دوسرا جناب والا! نیشنل ہائی ویز، جسکا معزز ممبر عبدالمجید خان صاحب نے ذکر کیا، یہ تو انٹرنیشنل ہائی وے ہے یہ ریاست کی پراپرٹی ہے۔ ابھی ریاستی پراپرٹی ہوتے ہوئے میرا بھی جی چاہتا ہے کہ اُن پر اسپیڈ بریکرز بنے اپنی مقصد کیلئے لیویز والے کی بھی خواہش ہے۔ ہر ایک کو اسپیڈ بریکر بنانا نہیں آتا۔ جس طرح نواب صاحب نے کہا کہ وہ ٹیکنیکل کام ہے۔ صرف ریاست اور ریاست ہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ منظوری کے ساتھ خواہ وہ انٹرنیشنل ہائی وے ہو یا نیشنل ہائی وے، اُن پر اسپیڈ برایکر بنائیں۔ دوسرا جناب والا! دنیا جہاں میں یہ ہوتا ہے کہ جب کدھر کوئی وہیکل چل رہی ہوتی ہے بیشک وہ بائیسکل ہی ہو۔ بلکہ میں یہ request کرونگا کہ یہ اسمبلی قانون سازی کرے کہ ہماری ہائی ویز پر یا تو white and black strips لگائی جائیں یا پھر cats eyes لگائی جائیں۔ تاکہ ڈرائیوروں کو دُور سے پتا چلے کہ کوئی خطرے کی گھنٹی ہے۔ ہم تو یہاں تک بے احتیاط ہیں کہ جدھر کھدائی ہو رہی ہوتی ہے اور اُس سے دو فٹ کے فاصلے پر لکھا ہوتا ہے ''احتیاط کریں کام progress میں ہے''۔ مجھے تو distance کا پتا نہیں ہے لیکن ہائی ویز والوں کو پتا ہے کہ کتنے distance پر یہ چیز بنانی چاہیئے۔ مَیں نے کم از کم ایسے ایک درجن cases deal کیئے ہیں یا فاتحہ خوانی پر گئے ہیں یا صلح صفائی کروائی ہے۔ کہ جی موڑ پر ایک ٹرک خراب ہو کے park ہے اُدھر سے اسپیڈ میں آتی ہوئی کوئی کار اُسکو hit کر لیتی ہے چار بندے چھ بندے اُسمیں وفات پا جاتے ہیں This should be a

law. کہ جدھر کہیں آپ park ہوں وہاں سے کچھ فاصلے پر آپ کوئی چیز رکھ دیں تا کہ یہ ہمیں نظر آ ئیں۔ ہم as a قوم کسی سے کم نہیں ہیں۔ لیکن یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں تو کتابوں میں ہیں اُن سے ہم نقل کر کے کرا سکتے ہیں۔ .Security should be the first priority جناب اسپیکر! اور یہ پہلے بھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہاں بھتہ خوروں نے یونین بنائی ہوئی ہے ہزار گنجی، کچلاک اور یارو میں انکے دفاتر ہیں۔ یہاں سے وہ لوگوں کو کہ جی! ہم آپکے سیکورٹی والے ہیں آپکو چمن تک باحفاظت پہنچائیں گے، چمن سے کوئٹہ تک باحفاظت پہنچائیں گے۔ تو یہ رسید دے دیتے ہیں اور دوسری چیک پوسٹ پر پھر اُن سے پیسے لے لیتے ہیں۔ یہ دورا ہے پر ہوتا ہے تو اِن چیزوں کا۔ اِس گورنمنٹ کے آتے ہوئے کم از کم وہ statusquo تو بحال نہ ہو یہ چیزیں عام آدمی کو۔ ابھی اِتنا ہو چکا ہے thankful خواہ وہ جو بھی ادارے کے وقت میں ہوں۔ انتظامیہ نے یہ improvement کی ہے کہ اگر کوئٹہ چمن شاہراہ پر تین ہزار گاڑیاں چوبیس گھنٹے میں آ جا رہی ہیں تو ان میں سے دو ہزار گاڑیاں safe ہوگئی ہیں۔ This is the biggest achievement, which they have done it. بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی عبدالکریم نوشیروانی صاحب۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ جناب اسپیکر! اِس قرارداد کی مَیں حمایت بھی کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ حقیقت بھی بتاتا ہوں۔ جناب! یہ اسپیڈ بریکرز اِنہوں نے خوشی میں نہیں بنائے ہیں۔ نواب بُلٹ پُروف کمرہ ہی بنا سکتے ہیں۔ ملیشیا نے یا پولیس نے یا لیویز نے اسپیڈ بریکرز اسلئے بنائے ہیں۔ اس سے پہلے اِنہوں نے chains لگوائی تھیں یا نہیں لگوائی تھیں۔ جو دہشتگرد تھے وہ گاڑیاں اسپیڈ میں آتی تھیں۔ یہاں کتنی جانیں ضائع ہوگئی ہیں بغیر اسپیڈ بریکرز کے۔ اسپیڈ میں آتے تھے کراچی روڈ پر چمن روڈ پر ژوب روڈ پر تفتان روڈ اور یہ بولان پر۔ ہمیشہ ایسی وارداتیں ہوتی تھیں۔ انہی کی وجہ سے انہوں نے اسپیڈ بریکرز بنائے ہیں کہ جب کوئی دہشتگرد چیک پوسٹ پر آ کر پہنچ جاتا ہے تو اِسکا اسپیڈ کم ہوتا ہے تو ہم اِسکو cover بھی کر سکتے ہیں۔ میرے دوستوں نے اِسکا ایک پہلو یہاں show کر دیا۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: C.M صاحب نے کہا ہے کہ چیک پوسٹیں ختم کر دی ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: دوسرا پہلو اُنہوں نے نہیں بتایا۔ اسپیڈ بریکرز دو قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم یہ ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کیلئے یا بازار کے اندر وہ plain ہوتا ہے sir۔ جہاں باہر کی روڈوں پر یہ بناتے ہیں وہ تھوڑا سا اُوپر بناتے ہیں تا کہ گاڑی کی اسپیڈ کم ہو۔ اگر وہ ہم پر فائر کریں تو ہم انکو پکڑ سکتے ہیں یا اُن پر فائر کر سکتے ہیں۔

چار چار اسپیڈ بریکرز انہوں نے بنائے ہیں کراچی روڈ کے اُوپر۔ خالد صاحب بیٹھے ہیں اِنکے علاقے میں ملیشیا نے تین تین چار چار۔ کئی دفعہ ملیشیا پر attack ہوا ہے بغیر اسپیڈ بریکرز کے۔ جب سے اُنہوں نے یہ اسپیڈ بریکرز بنائے ہیں یہ وارداتیں کم ہوئی ہیں۔ آپ try کر کے تو دیکھ لیں۔ میں اسکی مخالفت نہیں کرتا۔ اُنکو بھی protection دینا چاہیئے۔ ملیشیا والے بھی ہماری protection کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ ہماری حفاظت کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اِس وقت بلوچستا ن کی حالت آپ دیکھیں۔ بلوچستان European country نہیں ہے۔ امریکہ نہیں ہے جناب! ایران نہیں ہے۔ بلوچستان میں اِس وقت صورتحال آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ اسمبلی سے نکل کر ہم گھر تک الحمد شریف پڑھ کر جاتے ہیں کہ اللہ ہمیں خیریت سے پہنچاؤ۔ کہاں ہے کراچی، کہاں ہے تفتان، کہاں ہے سمجھ گیا آپکا ژوب۔ یہ اسپیڈ بریکرز اُنہوں نے اپنی protection اپنے دفاع کیلئے بنائے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ نہیں بناتے ہیں، آپ مہربانی کریں اِنکو bullet proof کمرہ دے دیں۔ جس طریقے سے آپ نے bullet proof گاڑیاں لے لیں، اُنکو دے دو۔ مجبوراً اُنہوں نے بنائے ہیں۔ کتنے لوگ مارے گئے، کتنے آپکے forces والے مارے گئے۔ without آپکے سپیڈ بریکرز کے۔ جب سے سپیڈ بریکرز بنے ہیں اُنکی protection بالکل ہو رہی ہے۔ کسی کی جرأت نہیں کہ جا کے اُن پر فائر کرے۔ کسی کی جرأت نہیں کہ force کو مارے۔ آپ تصویر کا دوسرا رُخ بھی دیکھیں کہ کیا ہے۔ ہمیں اُنکو بھی protection دینی چاہیئے وہ ہماری حفاظت کیلئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی میر صاحب! آپ قرارداد کے حق میں ہیں یا خلاف ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: چمن روڈ کا بھی آپکو پتا ہے، افغان بارڈر سے دن میں ہزاروں گاڑیاں آتی ہیں۔ اُن میں روٹی سالن نہیں آتے ان میں ایسی اَشیاء آتی ہیں مجبوراً اُنکو چیک کرنا پڑتا ہے۔ drugs آتے ہیں، بارُود آتا ہے۔ تو کیا خیال ہے بغیر اسپیڈ بریکر کے ان کو پکڑ سکتے ہیں؟ جناب! یہ ضروری ہے کہ گاڑیوں کو چیک کریں۔ اسلحہ کو بھی چیک کریں۔ drugs کو بھی چیک کریں۔ دہشتگرد کو بھی چیک کریں۔ اگر بلوچستان میں امن وشانتی چاہتے ہو تو مہربانی کریں یہ ضروری ہے میری جان! اگر نہیں ہے، اندھا قانون ہے جیسا کرنا ہے کرو، سب اُٹھواؤ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی میر صاحب! آپ قرارداد کے حق میں ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: Thank you جناب اسپیکر صاحب! اچھا! آخری مجھے ایک موقع دو اپنا ایک شعر آپ کو سناؤں۔ آخری منظور جان! دیکھیں ناں میرا شعر آپ سُنیں۔

ے یہ ناز و یہ انداز یہ جادُو یہ ادائیں
ہم سب ملکر بلوچستان کو (سمجھ گیا) اُس سے بنائیں

بلوچستان کو امن کا گہوارہ بنائیں۔ پاکستان زندہ باد۔ بلوچستان پائندہ باد۔ خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر صاحب! آپ قرارداد کے حق میں ہیں یا خلاف ہیں۔

جناب منظور احمد خان کاکڑ: جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے۔ سب سے پہلے میں اپنے نومنتخب اراکین کو مبارکباد دیتا ہوں اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی کے رہبر کی جانب سے اور تمام معزز ممبران کی جانب سے۔ جناب اسپیکر! یہاں بات نیشنل ہاویز کے اسپیڈ بریکرز کے حوالے سے ہورہی ہے۔ اب میرے فاضل دوست چلے گئے۔ بیٹھنا چاہئے تھا اُنکو سننا چاہئے تھا۔ جیسے مجید خان نے کہا کہ کس کی نمائندگی وہ کرر ہے تھے اور کس حوالے سے کرر ہے تھے۔ اِنکوتو اُن forces کا خیال تھا۔ لیکن اُنکو اِن لوگوں کا خیال نہیں تھا جو مہینے میں کافی جنازے گھروں سے نکلتے ہیں۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ وہ سُن کے چلے جاتے۔ اور یہاں نواب صاحب نے نشاندہی بھی کی تھی، کہ سکول، کالج اور جہاں آبادی ہے وہاں سپیڈ بریکرز ہونے چاہئیں۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن بریکرز کی اپنی ایک حد ہوتی ہے اُسکے اندر وہ بننے چاہئیں نہ کہ دو یا تین فٹ پر۔ جس سے حادثات پیش آتے ہیں۔ میرے فاضل دوست تو چلے گئے اگر ہمارے محافظ اپنے لئے بریکرز بنا کے اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ تو بہت افسوس کی بات ہے۔ حفاظت کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں، رکاوٹیں بناسکتے ہیں۔ zigzag بنا سکتے ہیں اِن سے بھی اُنکو protection مل سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ اپنی protection نہ کریں، بے شک کریں لیکن سب سے پہلے عوام کی protection ہونی چاہئے، کیونکہ جو فورسز ہیں یا پولیس ہے یا جو بھی ہے یہ عوام کے ہیں اور عوام کی protection کرتے ہیں۔ جناب عالیٰ! باقی جتنے بھی دوستوں نے بات کی ہے، چمن نیشنل ہائی وے کی یا ژوب، جہاں آبادیاں ہیں، بیشک وہاں بریکرز ہونے چاہئیں لیکن جہاں آبادیاں نہیں ہیں، کیونکہ یہ ہم سب کی property ہے۔ نیشنل ہائی وے ہو یا دوسری روڈز ہوں۔ ان پر ہماری حکومت کے پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ یہاں جس کا دل کرتا ہے وہ اُٹھ کے اُسکو توڑنا شروع کردیتا ہے وہ بھی ہمیں دیکھنا چاہئے۔ اُسکے اُوپر بھی ہمیں سوچنا چاہئے، Thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔

نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! اِن باتوں کے حوالے سے مَیں بھی بولنا چاہتا ہوں۔ کریم نوشیروانی صاحب ہمیشہ اِسی طرح کرتے ہیں، کسی بھی مسئلے پر وہ بات کر کے پھر چلے جاتے ہیں۔

گزارش یہ ہے کہ ہم لوگوں نے جو انکے مسائل، اُنکی وجوہات اور انکے خدشات وخطرات آپ لوگوں کے سامنے پیش کئے۔اُن میں ہم لوگوں نے اسپیڈ بریکرز ختم کرنے کی باتیں کی ہیں، چیک پوسٹ ختم کرنے کی بات نہیں کی۔ چیک پوسٹ پر باقاعدہ trained فوجی بیٹھے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ ایف سی کی صورت میں ہو چاہے وہ آرمی کی یا کسی اور فورسز کی صورت میں ہو۔ وہ trained ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس LMG ہوتی ہے اسمیں ہزار گولی کی پیٹی ہوتی ہے۔ اور مَیں یہ کہتا ہوں اور وہ خود بھی اِس علاقے کا قبائلی آدمی ہے۔ ایک گاڑی دوسو کی سپیڈ سے آئے۔ مَیں نوشیروانی صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ دوسو کی سپیڈ سے آئے۔ میرے ہاتھ میں ایک LMG دی جائے، پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ اِدھر سے کیسے گزرتے ہیں۔ فوجی بیٹھے ہیں چار، چار، چھ چھ G-3 کے ساتھ، ایک LMG کے ساتھ اور وہ بیٹھے ہیں اور وہ مجرم کیسے اُنکے سامنے سے گزر کے جائیگا یہ تو ناممکن بات ہے۔ باقی یہ جو رکاوٹیں جو ہمارے ہاں موجود ہیں۔ اینگل ارن، گارڈر، اور iron کے ساتھ بنائے جاتے ہیں۔ وہ عموماً چیک پوسٹوں پر موجود ہوتے ہیں۔ وہ گاڑیوں کے سامنے رکھے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے ساتھی نے کہا۔ اور دوسرا یہ ہمارے پورے بلوچستان کا معزز ایوان ہے۔ یہاں کوئی مشاعرہ نہیں ہو رہا ہے۔ وہ ایک عجیب مسئلہ لوگوں کے ذہنوں میں ڈال کر بھی چلے جاتے ہیں۔ عجیب باتیں اور ایک عجیب قسم کے من گھڑت شعر سنا کے چلے جاتے ہیں۔ مہربانی کریں اس چیز پر ذرا توجہ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی میرے خیال میں باقی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اُس پر آپ لوگوں کو لمبی بحث کرنی ہے۔ میرے خیال میں یہی چیز آپ لوگوں نے۔۔۔۔

سردار رضا محمد بڑیچ: جناب اسپیکر! گاڑیوں کی اسپیڈ اور اُنکے فٹنس It is a comprehensive subject. مَیں آپ سے یہ request کرتا ہوں کہ آپ جب بھی رولنگ دیں، اِسمیں مہربانی کر کے ایک comprehensive approach دے دیں تا کہ اِسمیں سیکورٹی کا مسئلہ بھی ہو، سپیڈ بریکرز کا مسئلہ بھی ہو، village سے جو access روڈ ز آتی ہیں، کبھی کبھار ہم کراچی سے کوئٹہ آتے ہیں۔ ایکدم سپیڈ میں گاؤں سے ہائی وے پر گاڑیاں آتی ہیں۔ چھوٹی گاڑیاں آتی ہیں، موٹر سائیکل آتی ہیں۔ عموماً اُسمیں ایکسیڈنٹس ہوتے ہیں۔ تو آپ مہربانی کریں ایک comprehensive plan کے تحت نیشنل ہائی وے کو پابند بنائیں۔ نیشنل ہائی وے کے پاس اپنی ایک strategy ہے کہ وہ جہاں جہاں بھی چاہیں اسپیڈ بریکر لگائیں اور جہاں اُنکی ضرورت ہوتی ہے وہ access roads اور جہاں Inter exchanges ہوتے ہیں وہاں Inter exchanges دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بابت لالا! میرے خیال میں آپ آخری speaker ہیں۔

جناب عبیداللہ جان بابت: جناب اسپیکر صاحب! کل جمالی صاحب کا جو رویہّ تھا۔ rules میں ہے کہ اسپیکر خود تعداد کا تعین، کورم کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کا جو روّیہ تھا پتا نہیں آپ بھی وہی روّیہ اختیار کرینگے یا آپ بیٹھے رہیں گے؟۔ جو rules میں ہے ہمیں بتادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی کورم اپورا ہے، جب کم ہوگا تو پھر دیکھا جائیگا۔ زیارتوال صاحب! آپ گورنمنٹ کی طرف سے بولیں گے یا قرارداد پر بحث کرینگے۔ اچھا! اِسمیں یہ ہے کہ نواب جوگیزئی صاحب نے کہا کہ ہائی ویز پر ٹریکٹرز چلتے ہیں اِنکے پیچھے back میں بالکل کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اِس لئے بہت زیادہ ایکسیڈنٹس ہوتے ہیں۔ یہ آپ گورنمنٹ میں اِس چیز کو بھی دیکھیں اِس کا تدارک کرائیں تاکہ قیمتی جانیں ضائع نہ ہوں۔ اور سپیڈ بریکرز کا یہ ہے کہ آپکے CM صاحب نے کئی جگہ چیک پوسٹیں ختم کردی ہیں، دیکھیں جہاں غیر ضروری اسپیڈ بریکرز ہیں تو kindly اُنکو بھی remove کرادیں۔ اور ساتھ ساتھ جہاں ضرورت ہے وہاں proper طریقے سے بنوادیں۔ اور دوسرا مجید اچکزئی صاحب نے کہا کہ CM صاحب نے بھی اس چیز کا آرڈر دیا تھا کہ چمن شاہراہ پر، چمن اور کوئٹہ کی غیر ضروری چیک پوسٹیں ختم کردی جائیں۔ ابھی تک اِس پر implement نہیں ہوا kindly اُس پر بھی ہو۔ آپ اپنی گورنمنٹ کا مؤقف دے دیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! آپکی جو تجاویز ہیں یا دوستوں کی تجاویز ہیں۔ اُسمیں پہلی بات جو مَیں آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اِس قرارداد میں ہم تھوڑی ترمیم کرینگے۔ وہ اِس طریقے سے کہ جن مسائل کی ہم نے نشاندہی کی ہے NHA, through out سنٹرل گورنمنٹ کے پاس ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں اسپیڈ بریکرز آپ نے سیکورٹی reason کیلئے بنائے ہونگے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): نہیں مَیں آپکو بتاتا ہوں ناں ۔تو یہ اُنکے پاس ہے۔ اب سیکورٹی reason کیلئے اگر بناتے ہیں تو NHA کے اپنے rules ہیں۔ وہ اسپیڈ بریکر اپنے طریقے سے بناتے ہیں جیسا کہ نواب صاحب نے کہا کہ اسپیڈ بریکر نہیں وہ car broker ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کس نے ڈالے ہیں؟ یہ لوکل لوگوں نے ڈالے ہیں۔ اِسکا نوٹس لینا کس کی ذمہ داری ہے؟ تو بنیادی طور پر بات یہ ہے کہ NHA کی جو ٹریفک پولیس ہے، اُسکا جو سسٹم ہے، اِس کیلئے بنیادی طور پر یہ قرارداد اِس House کی مرکزی حکومت NHA کے پاس بھی جانی چاہئے۔ اور دوسری بات جو آپ نے کی۔ وہ یہ ہے

کہ ہم اپنے طور پر۔مثال کے طور پر نیشنل ہائی وے پر ایک آدمی بیٹھا فروٹ بیچ رہا ہے۔کوئی چائے کا ہوٹل بنایا ہوا ہے۔وہ بھی اپنی طرف سے وہاں اسپیڈ بریکرز بنا دیتے ہیں۔تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ من مانی اور لاقانونیت ہے۔ہم صوبائی حکومت کے طور پر تمام DC's کو،جن کے علاقوں سے NHA گزرتی ہے،اُنکو پابند کریں گے کہ وہ یہ رکاوٹیں ہٹا دیں۔اور اس قسم کے ایکسیڈنٹس سے بچنے کیلئے NHA اور انجینئرنگ کے قاعدے کے مطابق وہ سپیڈ بریکر بنوائیں۔جیسا کہ کوئٹہ سے کراچی جاتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ کو slow کرنے کیلئے اُنہوں نے بنائے ہوئے ہیں۔لیکن وہ ایسے نہیں ہیں کہ جس سے گاڑی کو نقصان پہنچے،اُسکے اپنے طریقے ہیں۔اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم حکومت اور D.C's کو پابند بنائیں گے جو وہاں نشان لگے ہوئے ہیں۔جو آپکو ہدایات دیتے ہیں اُس پر کسی بھی شخص کی،سیاسی پارٹی کی،کسی تنظیم کی کوئی پوسٹر ہو نہ اُنکا کوئی جھنڈا ہو۔ہم نے تو یہاں تک کر دیا کہ اُن پر پوسٹر لگا دیئے ہیں جھنڈے بنا دیئے ہیں۔لیکن وہ قانون جو ہم پامال کر رہے ہیں اُسکو دوبارہ بحال کرنا چاہیے اور سب کو پابند کرنا چاہئے کہ نیشنل ہائی وے پر ہم آپ چل رہے ہیں جو signal آپکو دے رہے ہیں یا اُنہوں نے بنائے ہیں،وہ پامال نہ ہوں۔اور اِسکے ساتھ ساتھ مجید خان نے کہا،اِسمیں یہ بھی ترمیم ہم کر کے آپکو دے دیں گے کہ کوئٹہ سے چمن تک یہاں جو صورتحال ہے یہ سب سے زیادہ گمبھیر ہے۔تو یہ بھی اِسکا حصہ بن جائیگا اس کے بعد DC's کو بھی اور NHA کو بھی،یہ صوبائی حکومت کی جانب سے،آپکی جانب سے ہمارے پاس آجائیگی۔اور ہم اِسکو آگے بھجوائیں گے اور follow up کرینگے اور اِس پر عملدرآمد کروائیں گے۔تو اِس طریقے سے جو نشاندہی جو دوستوں اور ساتھیوں نے کی مَیں اِن سے اتفاق کرتا ہوں۔میں آپ سے اور House سے request کرتا ہوں کہ آپ اِسکی منظوری لیں۔اور یہ قرارداد اِن ترمیمات کے ساتھ باقاعدہ طور پر منظور ہو۔اور ساتھ ہی ساتھ سیکورٹی کی جو بات کر رہے ہیں۔وہ بھی NHA کی ذمہ داری ہے۔اُنکی پیٹرولنگ ہوا کرتی ہے اسکے ذریعے سے وہ لوگوں کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔اور NHA کا میرے خیال میں ملک کا 43% حصہ ہے،وہ آپکے علاقوں میں سے ہو کے گزرتی ہے۔لیکن NHA کی پیٹرولنگ پولیس اِس وقت کل تعداد ملک کے حساب سے اگر آپ دیکھیں تو آپکے پاس 1% یا اُس سے بھی کم ہے۔تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اِن تمام چیزوں کو ٹھیک کرنے کیلئے،سیکورٹی کے حوالے سے بھی اِسمیں یہ لکھیں گے کہ جو length ہے ہماری ہائی ویز کی اُس کے حوالے سے ٹیکس لگاتے ہیں۔جو بھی لگاتے ہیں،لیکن کم از کم پیٹرولنگ سسٹم ہمیں جو ملک میں provide کیا گیا ہے،اِسی طریقے سے ہمیں بھی وہ سسٹم فراہم کریں۔ہمارے لوگوں کے پاس بھی وہ چیزیں ہوں۔تاکہ properly پیٹرولنگ ہو۔اور پھر اُسمیں جو جرائم پیشہ لوگ

ہیں جوڈاکے ڈالتے ہیں۔ اِسکے علاوہ جناب اسپیکر! ایک بات یہاں دوستوں نے کی کہ فلانی جگہ پر یہ ہے۔ جناب اسپیکر! پورے صوبے ایمونیشن کا کوئی کارخانہ، صنعت ہمارے پاس نہیں ہے یہ تو آپ جانتے ہیں۔ مثال کے طور پر سندھ سے اگر آتا ہے۔ پنجاب سے آتا ہے۔ تو اُن بارڈروں پر باقاعدہ چیکنگ ہو۔ افغانستان اور ایران کی جہاں تک بات کرتے ہیں وہاں چیکنگ ہو۔ اب FC بازاروں میں کھڑی ہے، گاڑیوں میں خواتین بیٹھی ہوتی ہیں اور وہ چیک کررہی ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ میں یہاں ایک ذمہ دار کی حیثیت سے کہتا ہوں ہمارے پاس intelligence کا ایک مکمل نظام ہونا چاہئے۔ اور وہ نظام آپکو ان تمام جنجالوں اور خواری سے نکال کر ٹھیک طریقے سے آپکو مجرم پر ہاتھ ڈالنے کا موقع دے سکتا ہے۔ اور اندھیرے میں آپ مجرم تک تو نہیں پہنچ سکتے۔ البتہ غریب ہم لوگ جو سفر کرتے ہیں، اُنکو مشکلات سے دوچار کرتے ہیں۔ اندھیرے میں ہمارا intelligence system اِتنا تیز ہو کہ جو بھی اِس قسم کے culprits، مجرم قسم کے لوگ کوئی حرکت کرینگے تو ہماری ایجنسیاں اِتنی alert ہوں کہ اسکی حرکت کو وہیں روک سکیں۔ اور اگلے کو یہ جرأت نہ ہو۔ تو ہماری law enforcement agencies ہم نے بار بار ذاتی طور پر ان سے کہا ہے کہ جو طریقہ ہم نے اپنایا ہے، اسمیں ہم energy بھی waste کرتے ہیں۔ لوگوں کو بھی تنگ کرتے ہیں۔ لوگ بھی بیزار ہوگئے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ intelligence system واحد راستہ ہے، جو آپکو exact آدمی پر ہاتھ اُٹھانے اور ڈالنے کا موقع دے سکتا ہے۔ تو یہ ہم کرینگے اور بارڈروں پر چیکنگ ہو۔ اگر صوبے کے اندر، سندھ سے، پنجاب سے، افغانستان سے، ایران سے، جہاں جہاں سے انکو خطرہ ہے، وہاں اِنکی باقاعدہ چیکنگ ہو۔ اسکے علاوہ صوبے کے اندر کہیں پر بھی لوگوں کو کسی بھی طریقے سے تنگ نہ کیا جائے۔ اسکے ساتھ اِس قرارداد کو ان ترمیمات کے ساتھ آپکے پاس لے آؤں گا بعد میں۔ اِسکو ترمیمات کے ساتھ منظور کرکے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں ممبران نے بتایا ہے، ترمیم کے ساتھ۔

حاجی گل محمد خان دمڑ: point of order جناب اسپیکر صاحب! کورم پورا نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

آغا سیّد لیاقت علی: جناب اسپیکر! .point of order، عرض یہ ہے کہ اسکے بعد جو بحث ہے وہ ہم نے صحت اور تعلیم پر کرنی ہے۔ جناب! یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ sensitive issue ہے۔ اِس کیلئے چیف منسٹر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اِس وقت صحت اور تعلیم کے سیکریٹری صاحبان بھی میرے خیال میں یہاں موجود نہیں ہیں۔ اسلئے مَیں آپ سے request کرتا ہوں کہ باقی کارروائی

next session کیلئے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم پورا ہے۔

آغا سیّد لیاقت علی: بلّی کی طرح آگے پیچھے ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ پورا ہے، گن لو۔ بلّی کی طرح آگے پیچھے مت ہوں۔ آگے آؤ یا شیر کی طرح بھاگ جاؤ۔ اچھا! جناب اسپیکر! میں اس سلسلے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسکے بعد جو ہمارے پاس سب سے اہم issues ہیں، محکمہ صحت اور صوبے میں تعلیم کی زبوں حالی۔ ان دونوں مسئلوں پر کافی وقت چاہیئے۔ ہمارے پاس اسکے لئے ابھی میرے خیال میں وقت نہیں ہے چھ بج گئے ہیں۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ ہم ان مسئلوں کو next session کیلئے رکھ لیں۔ تاکہ صوبے کے چیف ایگزیکٹو بھی موجود ہوں۔ اور وہ اس پر اپنا final مؤقف بھی دے سکیں۔ میری آپ سے گزارش ہے۔ اور یہ آپ بے شک House سے بھی پوچھ لیں۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: جناب اسپیکر! مَیں پہلے بھی point of order پر بولنا چاہا۔ لیکن آپ نے اجازت نہیں دی۔ تو اس وقت میں اپنا point رکھنا چاہ رہی ہوں۔ جیسے کہ جعفر خان مندوخیل صاحب نے flood کے حوالے سے کہا۔ میرے خیال میں یہ بہت ہی زیادہ اہم مسئلہ ہے۔ میں آپکو حلفیہ کہتی ہوں کہ مطلب یہاں بیٹھ کر اگر میں دولفظوں میں اِس صورتحال کو address کروں تو وہ کم ہوگا۔ بات یہ ہے جیسے آپ نے کہا کہ ''آپ ٹریژری بینچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ خود اگر ڈیپارٹمنٹس کی مخالفت کرینگے تو وہ مناسب نہیں ہوگا۔ اِسکا مطلب ہے کہ آپکی گورنمنٹ کمزور ہے'' جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ صرف ہماری گورنمنٹ کی اِس وقت جو موجودہ صورتحال ہے اُسکا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں جو سیلاب یا جو emergencies جو پچھلے اَدوار میں آتی رہی ہیں۔ چاہے 2007ء ہو چاہیے 2010ء ہو 2011ء ہو یا ابھی 2013ء ہو۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں کورم کو چیک کریں۔ دمڑ صاحب نے point out کیا ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور) میرے خیال میں اُس نے نشاندہی کی اور ہم نے count نہیں کیا۔ ہاں کورم کو دیکھیں۔ کورم پورا کرنا ہے۔ جب تک کورم پورا نہیں ہوگا تو کارروائی کیسے چلے گی؟ بابت لالا آ گئے کورم پورا ہوگیا۔

میر خالد لانگو: جب ایک معزز رکن نماز پڑھنے کیلئے جاتا ہے تو اسکو اجازت دیں۔ ابھی میں دوسری رکعت پر تھا، اُس ظالم نے اُٹھایا۔ بولا'' کہ کورم پورا نہیں ہے''۔ مَیں اُٹھ کر آ گیا۔ یار! یہ کیا طریقہ ہے۔ خدارا! نماز کیلئے اتنا وقت ہوتا ہی نہیں ہے۔ وقفے کیلئے بولتے ہی نہیں۔ آپ نماز کیلئے وقفہ کردیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم پورا کرنا آپکا فرض بنتا ہے۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: جب اجلاس start ہورہا تھا، جوکورم کا مسئلہ ہے، وہ ہر پانچ منٹ کے بعد نہیں دیکھا جاتا۔ کسی کو کسی بھی مسئلے کیلئے اُٹھ کر باہر جانا پڑسکتا ہے نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ ایسا نہیں ہے آپ دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم پورا کرنا پڑتا ہے۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: ایک جو سازش اُسکی طرح کہ ابھی بندے پورے نہیں ہیں، پیچھے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کورم کا issue کھڑا کرکے اِسکو affect یا disturb کریں یہ طریقہ نہیں ہوتا۔ جب آپکا اجلاس start ہوا آپکو کورم اُس وقت دیکھنا چاہئے تھا۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی آگے چلائیں۔ محترمہ! آپ بیٹھ جائیں۔ آپ قرارداد پر بولنا چاہتی ہیں؟

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: نہیں تو آپ قرارداد والے matter کو جلدی resolve کریں، تو میں اپنے point of order پر بات کروں ناں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں آپ قرارداد پر بول رہی ہیں یا کسی اور topic پر بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: نہیں مَیں قرارداد پر بات نہیں کررہی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پہلے قرارداد کو منظور کرتے ہیں، اُسکے بعد آپ point of order پر بات کریں۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد ترمیم کے ساتھ منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 3 منظور ہوئی۔ نواب محمد خان شاہوانی، صوبائی وزیر، جناب اظہار حسین کھوسہ، میر عامر رند اور میر حاجی اکبر اسکانی، ارکان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 4 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 4

نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر): ''ہرگاہ کہ بخشا پور انڈس قومی شاہراہ (نیشنل ہائی وے) تعمیر ہوچکی ہے۔ لیکن اسکے آگے بلوچستان کے علاقوں کو قومی شاہراہ M-8 سے منسلک نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ مذکورہ شاہراہ یعنی بخشا پور، سندھ قومی شاہراہ کو بلوچستان کے علاقے براستہ شاہی واہ، مانجھی پور، صحبت پور، ڈیرہ اللہ یار، اوستہ محمد اور سندھ کے علاقے قبہ سعید خان تک تعمیر اور M-8 سے منسلک کرنے کی منظوری دیں۔ جس سے مذکورہ علاقے اور بلوچستان کے دوسرے علاقے کوئٹہ چمن بھی اس قومی شاہراہ سے مستفید ہوسکیں گے۔ اسطرح مذکورہ قومی شاہراہ کی تعمیر سے بلوچستان کے عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا ہونے کے ساتھ ساتھ روزگار کے مزید مواقع میسر ہونگے۔ نیز سفری فاصلہ کم ہونے کے ساتھ ترقی کی نئی راہیں بھی کھلیں گی''۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 4 پیش ہوئی۔محرکین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 4 کی موزونیت کی وضاحت فرمائیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! جو قرارداد ہے، یہ ready پہلے والی قرارداد سے related ہے۔اُس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔کچھ جگہوں کے یہاں نام لکھے ہوئے ہیں۔اور وہاں جو مسائل ہوں گے شاید وہ دوست چلے گئے، ہم یہ بیان بھی نہیں کرسکیں گے۔اور مسائل کی نشاندہی بھی نہیں کرسکیں گے۔ اُسکو بھی اسی قرارداد کے ساتھ ملا کر، اُن دوستوں سے پوچھیں گے کہ کیا کیا مسائل ہیں، وہ اسکا حصہ بن جائیں گے۔تو مَیں اِس قرارداد پر زیادہ زور نہیں دیتا۔بس اُسی میں اسکو ڈال دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں اِسکے ساتھ تو اسکا تعلق نہیں ہے کیونکہ اسمیں کچھ علاقوں کو M-8 کے ساتھ منسلک کرنا ہے۔تو میرے خیال میں وہ اور چیز ہے یہ اور چیز ہے۔اُس میں چیکنگ اور اسپیڈ بریکرز کے حوالے سے۔اِس میں M-8 کے ساتھ جن جن علاقوں کو منسلک کرنا ہے اُس سے distance بھی کم ہوگا۔تو یہ اس حوالے سے ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): اُسکو اِسکے ساتھ relate کردیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اِسکو منظور کرکے آگے بھیج دیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): نہیں مجھے منظور کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ٹھیک ہے۔

سردار رضا محمد بڑیچ: جناب اسپیکر! یہ NHA کے point of view سے ہے۔اور دوسرا ڈویلپمنٹ کے point of view سے ہے۔اگر آپ دونوں کو کلپ کرکے ایک ساتھ منظور کرلیں۔میرے خیال میں صحیح کام ہوگا، جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہے۔انکو علیحدہ علیحدہ منظور کرلیں ناں۔سوال یہ ہے کہ مشترکہ قرارداد نمبر 4 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 4 منظور ہوئی۔ابھی آتے ہیں محکمہ صحت اور تعلیم پر عام بحث۔میرے خیال میں ابھی منسٹر بھی نہیں ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔اسکو اگلے سیشن کیلئے defer کیا جائے۔کیونکہ دو بڑے محکمے ہیں timing کا بھی خیال رکھنا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: law and order سے متعلق تحریک تھی اس کو بھی ہم نے چیف منسٹر کیلئے defer کیا تھا۔تعلیم کی اُن سے زیادہ related ہے۔اور زیادہ important ہے۔تو اُسے defer کردیا جائے۔پھر جب چیف منسٹر آجائے، آپ اُسکو رکھ دیں۔تاکہ اُن پر کوئی عمل ہو۔ایسے ہوا میں بولتے

رہتے ہیں۔ اُنہی کی خواہش پر رکھا جائے کہ دو دن اسکے اُوپر discussion کی جائے تاکہ کوئی policy اِسکے متعلق بنائی جائے۔ ویسے تو معزز منسٹر صاحبان تو موجود ہیں اور حکومت کی نمائندگی بھرپور طریقے سے ہو رہی ہے۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں اسمیں چیف منسٹر کا ہونا بھی بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال ٹھیک ہے؟ سارے ممبران کی یہی خواہش ہے کہ CM صاحب بھی ہوں۔ کیونکہ بہت important issues ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): ٹھیک ہے، اگر بحث کرتے ہیں تو بحث شروع کریں گے۔ اگر defer کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اِس پر اپوزیشن کے ممبران بنیادی طور پر مسائل کی نشاندہی کرینگے۔ ہم اپنے طور پر جوابدہی کا جو system ہے یا ہم نے جو کچھ کیا ہے، وہ اُنکو بتادیں گے۔ ہیلتھ، ایجوکیشن اور good governance کے حوالے سے۔ اب چونکہ وہ خود چلے گئے ہیں۔ اِس حوالے سے پھر آپ جس طریقے سے چاہیں، بحث کرنا چاہیں تو بھی تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں اِس پر CM صاحب اور ماشاءاللہ آپکی ابھی اسمبلی بھی مکمل ہوگئی ہے۔ اور ساتھ ساتھ آپکی کیبنٹ بھی مکمل ہوجائیگی۔ تو اِس پر آپ proper طریقے سے بحث کرسکتے ہیں۔ محکمہ تعلیم اور صحت کے مسئلے پر عام بحث اگلے اجلاس کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: ریکارڈ کی درستگی کیلئے بابت صاحب جس پر بات کرنا چاہتے تھے، اُس نے اپنے آپکو express نہیں کیا۔ بات یہ ہے کہ کل زمرک نے جب کورم کے بارے میں point out کیا۔ تو اُس وقت کورم پورا تھا اسپیکر صاحب بھی بیٹھے تھے۔ اُسکے بعد جمعیت العلماء اسلام کے تین رُکن ایوان سے چلے گئے پھر بھی کورم کا مسئلہ نہیں تھا۔ زمرک کے point out کرنے کے بعد ہمارا کورم پورا تھا۔ اور اُسکے بعد کسی نے بھی کورم کے بارے میں point out نہیں کیا۔ اُنکے جانے کے بعد اسپیکر نے اپنی مرضی سے کہا" کہ کورم پورا نہیں ہے"۔ جمعیت العلماء اسلام کے تین رکن بیٹھے ہوئے تھے جن میں خواتین بھی تھیں۔ اُنہوں نے point out نہیں کیا، باہر چلے گئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کل کورم پورا نہیں تھا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: کسی نے کورم کی نشاندہی نہیں کی۔ ہاں جمالی صاحب نے point out کیا۔ یہ ریکارڈ کی درستگی کیلئے جناب والا! اس طرح ایوان کو نہیں چلایا جاتا۔ ہم request کرینگے۔ آپ نہیں تھے۔ زمرک نے بیشک point out کیا۔ اُسکے بعد وہ دو، دو ہوکر کے جاتے رہے۔ لیکن کسی نے point out

نہیں کیا۔اسپیکر صاحب نے point out کیا یہ ان کی ڈیوٹی نہیں بنتی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی تشریف رکھیں مہربانی۔اچھا! اسمیں یہ ہے کہ جو کل ایک دفعہ زمرک خان نے جس طرح رپورٹ ہے کہ انہوں نے کورم کی نشاندہی کی تو اُس وقت کورم پورا نہیں تھا۔دوبارہ جب اسپیکر صاحب آئے تو اُس نے دیکھا کہ کورم پورا نہیں ہے، وہ کر سکتے ہیں۔کہ کورم پورا نہیں ہے تو کارروائی کو آگے کیسے چلائیں۔ کورم پورا کرنا گورنمنٹ کا کام ہے اُسکو آئندہ پورا کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: اُس وقت کورم پورا تھا۔جب جمعیت العلماء اسلام کے تین، پانچ بندے واپس چلے گئے پھر کورم ٹوٹ گیا۔لیکن کسی نے point out نہیں کیا اسپیکر صاحب نے point out کیا۔یہ آپ اپنے سیکرٹری اور عملے سے پوچھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کل آپ لوگوں کو احتجاج کرنا چاہئے تھا۔میرے خیال میں کل کورم پورا نہیں تھا۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): طریقہ کار یہ ہوتا ہے۔جو آدمی نشاندہی کرتا ہے، وہ کھڑا ہوگا۔آپ ایوان میں موجود اراکین کو گنیں گے۔جب کورم پورا نہیں ہوگا۔یہاں سے اعلان ہوگا کہ کورم پورا نہیں ہے۔تو سب نکل جائیں گے۔اور اس طریقے سے نہیں ہوا کرتا۔اِدھر میں نشاندہی کرتا ہوں دروازے میں کھڑے ہو کے۔floor ہے اُسکا اپنا مائیک ہے۔کُرسی ہے۔کوئی دروازے پر کھڑے ہو کر چیختا ہے'' کہ کورم پورا نہیں ہے''۔کورم ایسا کوئی مذاق نہیں ہے۔کل بھی مذاق ہوا تھا۔آج بھی مذاق ہوا ہے۔اِس مذاق کا نوٹس لینا چاہئے۔یہ ہمارے صوبے کا سب سے مقتدر ایوان ہے۔اگر اِسکے ساتھ یہ طریقہ اختیار کیا گیا، جو دمڑ صاحب کی لومڑی والی چالیں ہیں۔تو جناب اسپیکر! پھر واحد طریقہ کار یہ ہے۔اب اِس طریقہ کار کے بعد جب دوبارہ شروع ہو جاتا ہے، یہ اسپیکر کی ذمہ داری نہیں ہے۔ممبر صاحب جو بھی ہیں، وہ اُٹھ کر کورم کی نشاندہی کریں'' کہ کورم پورا نہیں ہے''۔خواہ وہ ٹریژری بنچز سے ہو یا اپوزیشن بنچز سے۔اُسکے بعد اسپیکر کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اراکین کو گن لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک دفعہ جب کورم پورا نہیں ہوا۔دوبارہ جب اسپیکر آئیگا، وہ ارکان کو گنے گا کہ کورم پورا ہے یا نہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): لیکن جب خود آکر بیٹھ جاتا ہے اور گننا شروع کر دیتا ہے، never۔یہ طریقہ کار کہیں نہیں ہے آپ اپنے rules کو دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی، مہربانی۔آج آپکا کورم پورا ہے کوئی نہیں توڑ سکتا۔کورم پورا کرنے کا کوئی

نہیں کہہ سکتا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: یہ عوام کے نتیجے میں ہمیں ملا ہے اسکو مذاق کا مرکز نہیں بنانا چاہیئے۔ قرآن و حدیث، اسلام اور فلاناں کے متوالے، اِس معزز ایوان کو مذاق خانے میں اگر تبدیل کرنا چاہتے ہیں آپ as a custodian of the House اِسکا serious notice لیں جناب والا!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی انشاءاللہ مہربانی۔ جی عبیداللہ بابت صاحب۔

جناب عبیداللہ جان بابت: اُس دن وہاں روڈ block تھی۔ اور ہمارے ممبران بھی پورے تھے۔ یہاں سے آئی جی ایف سی جا رہے تھے۔ آپکو خود معلوم ہے جب وہ نکلتے ہیں تو اُنکے لئے بیس منٹ پہلے روڈ block کرتے ہیں۔ تو ہمارے ممبران اُدھر اُدھر کے ہوئے تھے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ آپ تھوڑا انتظار کریں۔ منظور کاکڑ اور دوسرے آ رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی گُون ادھری غصے میں اُتار دی۔ اور وہ ہمارے خرچ پر دولت مشترکہ جا رہے ہیں۔ ہم اُسکو بھیج رہے ہیں۔ اور اُس نے اپنی مرضی کے لوگوں کو بھی ڈالا ہے۔ وہ ساؤتھ افریقہ جا رہے ہیں۔ اُسکو ساؤتھ افریقہ کی اِتنی جلدی تھی۔ اور یہاں لوگوں سے کہتا ہے اسپیکر نے تو یہاں انصاف کرنا ہے۔ اگر آپ اُٹھ جائیں اور یہاں ہماری تعداد کم ہو۔ یہ تو آپکو معلوم ہے۔ ابھی خُدا کے فضل سے دوسرے لوگ بھی ہماری صف میں زیادہ ہیں۔ تو آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ مگر کل کے معاملے پر آپ نے کوئی قانونی رائے دینا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بابت لالا! آپ بیٹھ جائیں۔ گورنمنٹ کا کام ہوتا ہے کہ سرکاری کارروائیاں ہیں، اُسمیں کورم پورا کریں۔ time کی بھی پابندی کریں۔ time پر آیا کریں ناں۔ تو آپکا کورم پورا ہو جائیگا۔ ان چیزوں سے بھی ہم رہ جائینگے۔ جی بی بی یاسمین۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن والے واک آوٹ ختم کر کے دوبارہ ایوان میں تشریف لائے۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: شکریہ جناب اسپیکر! again میں refer کروں گی۔ ویسے دمڑ صاحب کیلئے میرے ذہن میں ایک بات آ رہی ہے۔ ہماری کیوں کہ patriarchal society ہے۔ ہر کام جو غلط ہوتا ہے اُسکو خواتین سے منسوب کرتے ہیں۔ ''کہ جی! عورتیں سازشی ہوتی ہیں''۔ اب مَیں نے دیکھا کہ male تو اُس سے زیادہ double سازشی ہیں۔ کہ دروازے سے وہ دیکھ کر۔ اَب اُسکو آپ amend کریں۔ اچھا جی! جناب اسپیکر! جیسا کہ مَیں اپنی بات کو again وہاں سے شروع کروں گی۔ کیونکہ جب خواتین کی باری آتی ہے، تو اُسمیں بہت زیادہ interruption ہوتی ہے۔ یا تو آپ وقفہ کریں۔ یا پھر مَیں اپنی بات پوری کرلوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: محترمہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ kindly آپ اُسکو بیان کریں۔ معزز اراکین سے

گزارش ہے کہ خاموش ہو جائیں۔please order۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: مَیں اِس پر زیادہ بات نہیں کروں گی۔ پانچ منٹ کے بعد آپ اِس پر فیصلہ کر لیجئے گا کہ وقفہ ہے یا پھر اجلاس ختم ہونے جا رہا ہے۔ PDMA کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے۔ اُسمیں مَیں تھوڑی سی واضح کرتی چلوں۔ کیونکہ سیلاب سے بہت زیادہ متاثرہ districts ہیں، جس میں ابھی حالیہ جو ژوب میں ہوئی ہے یا نصیر آباد یا جعفر آباد کی طرف، یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے 2007ء، 2008ء، 2010ء، 2011ء اور 2012ء کے اگر آپ دیکھ لیں۔ تو اُس وقت کے جو متاثرین ہیں۔ وہ accommodate نہیں ہوئے ہیں۔ اِس پر میرے خیال میں ہم ایک چیز feel کر رہے ہیں۔ اور آج اس اجلاس کا آخری دن ہے۔ قرارداد تو مَیں نہیں لا سکتی۔ لیکن یہاں اِس ایوان کو اعتماد میں لیتے ہوئے کیونکہ اب تک جو ہماری PDMA ہے، وہ اِتنا full-equipped ادارہ نہیں ہے۔ پچھلے اَدوار میں جو بھی loose system ہمارا رہا ہے۔ یا جو corruption ہوئی ہے اُسمیں بہت زیادہ ہمارے ادارے destroy ہوئے ہیں۔ بہت زیادہ جو ہے مطلب ایک طرح سے collapse ہیں۔ اب اُنکو دوبارہ اِنکی اپنی صحیح shape میں لانے میں حکومت کو بھی وقت چاہئے۔ جیسے آپ نے پہلے کہا ''کہ آپ حکومتی اُسمیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اِن چیزوں کو point-out نہیں کریں''۔ میرے خیال میں کرنے کی ضرورت ہے۔ دو تین مہینے اِتنا زیادہ عرصہ نہیں ہوتا۔ کہ ہم اِن سارے اداروں کو functional کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مَیں نے over-all جو گورنمنٹ بینچز سے مسائل لاتے ہیں، تو اُس پر مَیں نے کہا کہ kindly پہلے اپنے قائد ایوان یا منسٹر سے approach کریں۔ اگر وہاں نہیں ہوتے پھر اُسکو proper طریقے سے لائیں۔ اور سیلاب بلوچستان میں آیا ہے تو پہلے بلوچستان گورنمنٹ اُس پر دیکھے کہ وہ relief دے سکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں دے سکتی پھر اُسکے لئے آپ proper طریقے سے اُسکو raise کریں۔ اگر اِسکو amendment کرنا ہے۔ تو قرارداد لانے کیلئے kindly اُس پر proper طریقے سے قرارداد لائیں۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: ہاں proper طریقے سے۔ تھوڑی سی آپکی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہ رہی ہوں کیونکہ اگلا سیشن ہمارا پتا نہیں کب ہوگا؟ لیکن اِس وقت جو متاثرین ہیں، وہ بہت زیادہ miserable conditions میں رہ رہے ہیں۔ اور وہ موجودہ متاثرین نہیں ہیں۔ وہ 2007, 2010, 2011ء کے ہیں۔ multiply ہوتے ہوتے اُنکی تعداد بڑھ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: گورنمنٹ کو بتادیا کہ وہ اِس پر فوری طور پر عمل کرے۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: جناب اسپیکر! اسمیں ایک مسئلہ ہے جو مَیں point out کرنا چاہ رہی ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کیونکہ جب ڈاکٹر صاحب کے بھائی کا جو حادثہ ہوا تھا وہ یہاں موجود نہیں تھے۔ مَیں بحیثیت focal person اسکو deal کر رہی تھی۔ اُسمیں جو problem آرہا ہے، وہ یہ ہے کہ PDMA کا NDMA کے ساتھ جو link ہے۔ کیونکہ PDMA اپنے بلوچستان کے حوالے سے فیصلہ کرنے میں full-authorized نہیں ہے۔ اُسکو انتظار کرنا پڑتا ہے کہ جب NDMA سے، ظاہر ہے مطلب جب PDMA یہاں context کو دیکھتے ہوئے فیصلہ نہیں کرسکتی۔ تو پھر ہمیں بہت زیادہ مشکل پیش آئیگی۔ اب 2010ء میں بھی جب NDMA کا نمائندہ جرنیل، بریگیڈیئر دیم صاحب آئے تھے۔ اُنہوں نے briefing دی "کہ بھئی! مَیں نے جاکے ان affected علاقے کا، سبی کا visit کیا ہے۔ اس میں hardly کوئی چار ہزار کے قریب لوگ affect ہوئے ہیں"۔ جبکہ اُس وقت ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ لوگ affected تھے۔ مَیں اُس meeting میں بیٹھی ہوئی تھی۔ مَیں نے بریگیڈیئر صاحب سے کہا "کہ میرا وہ exposion نہیں ہے ہیلی کاپٹر میں جاکر visit کرنے کا۔ ہوسکتا ہے ہیلی کاپٹر میں جو بندہ visit کرتا ہے۔ اُسکو لاکھوں کی تعداد ہزاروں میں دکھتی ہو۔ یا ہزاروں کی تعداد سوؤں میں دکھتی ہو، لیکن یہ facts نہیں ہیں۔ خُدارا! اسکو آپ serious لیں۔ یہ جو بلوچستان کا مسئلہ ہے، political issue ہے۔ یا ہماری جو grievances ہیں یا mindset سے ہٹ کے انسانیت کے اُس level پر ہمیں دیکھنا چاہئیے کہ جو متاثرین ہیں۔ آپ ذرا جاکر دیکھیں آپکا بھی ظاہر ہے تعلق انہی districts سے ہے۔ آپ جاکر دیکھیں ہماری خواتین ابھی تک بے سروسامان کی حالت میں زندگی گزار رہی ہیں۔ وہاں روڈ کے کنارے خواتین بیٹھی ہوئی ہیں۔ وہ ابھی کے متاثرین نہیں ہیں۔ اِسکو تھوڑا سا misunderstand کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو پُرانے ہیں۔ اس سے پہلے جو سیلاب آتے رہے ہیں۔ وہ وہی affected لوگ ہیں جو کہ multiply ہوتے ہوتے اب اُنکی تعداد اِتنی زیادہ ہوگئی ہے۔ اُنکو accommodate کرنا گورنمنٹ کیلئے بھی ایک مسئلہ ہے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں، اِس چیز کو sort-out کررہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپکے توسط سے ہماری یہ سفارشات جانی چاہئیں کہ PDMA ایک full-fledge اور authorized ادارہ ہو جو اپنے فیصلے کرنے میں اسلام آباد یا NDMA کی طرف نہ دیکھے۔ again پھر اسمیں وہی mindset، وہی بدنیتی والا عنصر آگیا تو اسمیں بہت زیادہ ہمارے لوگ پستے رہیں گے اور ہم کبھی بھی affected لوگوں کو

accommodate نہیں کر سکیں گے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ محترمہ! اسمیں یہ ہے اگر آپ اسمبلی میں کوئی بھی issues لانا چاہتے ہیں تو اسکے لئے آپ proper طریقے سے requisition کر سکتے ہیں۔ اگلے دن ہم اجلاس کرتے ہیں وہ مسئلہ نہیں ہے۔ کبھی بھی آپکو ضرورت ہو، آپ اسمبلی requisite کر کے، آپ کوئی چیز amendment کیلئے پیش کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو دو، تین مہینے ہوگئے۔ کوئی چیز اگر خراب ہے تو اُسکی amendment کیلئے کوئی چیز اسمبلی اور کیبنٹ منظور کر کے اسمبلی میں proper طریقے سے لاسکتی ہے، تو اسکو کرنا چاہیئے۔ اب کوئی بھی کمی بیشی ہے تو اُسکو گورنمنٹ پورا کرے اور لوگوں کو relief دے۔ یہاں ہمارے معزز ممبران جب بولتے ہیں، تو اُنکو relief ملنا چاہیئے۔ وہ علاقے کے لوگ ہیں، اپنے لوگوں کے مسائل وہ بہتر بتا سکتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ گورنمنٹ بینچز کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسائل اپنی گورنمنٹ کو بتادیں۔ اگر وہاں اُن کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ تو آگے اسمبلی کے floor پر اُسکو point out کر سکتے ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سُنائیں۔

ایڈیشنل سیکرٹری (لیجس):

ORDER

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 (b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I,Muhammad Khan Achakzai, Governor of Balochistan , hereby order that on conclusion of its business , the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogue on Thursday , the 30th August 2013 .

sd/

(Muhammad Khan Achakzai)

Governor Balochistan

Dated 30th August,2013

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 16 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆